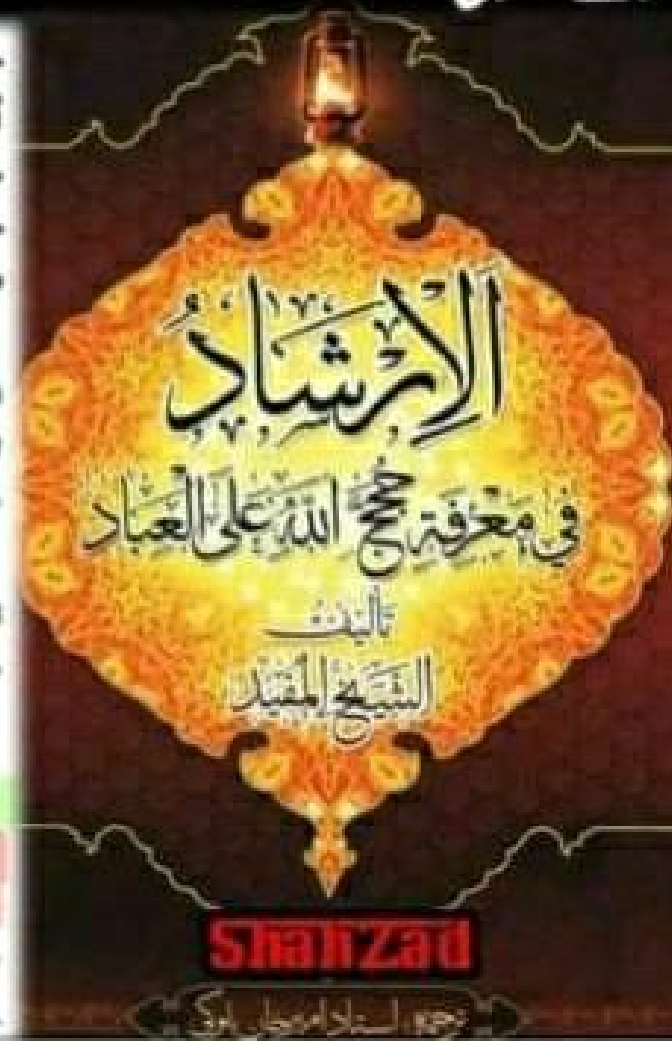


# کربلا میں حضرت حسینؑ کی تین شرائط

- 1- میں جہاں سے آیا ہوں مجھے واپس جانے دو
- 2- کسی سرحد کی طرف جانے دو جہاں پر مسلمان ہوں
- 3- مجھے امیر المومنین یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے سکوں

الارشاد المفید جلد ۲ صفحہ ۸۷



ما جرى في عرصات كربلاء واستجابة دعائه عليه السلام ..... ۸۷

أُمام، ونادى عبداً بن الحسين (ع) الأرقص - وكان عبداً في نجيلة - بأهل  
صوته: يا حسين، ألا تنظر إلى الماء كأنه قبض الشهاب، والله لا تلوذون  
منه قطرة واحدة حتى تموتوا عطشاً، فقال الحسين عليه السلام:  
واللهم اقلته عطشاً ولا تغبر له أبداً.

فقال حميد بن مسلم: والله لعلقت بعد ذلك في مرقبه، فوالله  
الذي لا إله غيره، لقد رأيت يشرب الماء حتى يغمر ثم يقيته، ويصيح:  
العطش العطش، ثم يعود فيشرب الماء حتى يغمر ثم يقيته ويطلق  
عطشاً، فما زال ذلك دأبه حتى (لفظ نفسه).

ولما رأى الحسين نزول العساكر مع عمر بن سعد بنيتوى ومذقهم  
لقناله أنفذ إلى عمر بن سعد: «أني أريد أن ألقاك»، فاجتمعوا ليلة فتنابها  
طويلاً، ثم رجع عمر بن سعد إلى مكانه وكتب إلى عبيد الله بن زياد:

أنا بعد: فإن الله قد ألقا الشاة وجمع الكلمة وأصلح أمر  
الأمة، هذا حين قد أعطاني أن يرجع إلى المكان الذي أرى منه أو  
أن يسير إلى نعيم من الثغور فيكون رجلاً من المسلمين، له ما لهم  
وعليه ما عليهم، أو أن يأتي أمير المؤمنين يزيد فيض يده في يده، فيرى فيما  
بينه وبينه رأيه، وفي هذا (لكم) رضى ولأمة صلاح.

# کر بلاء میں حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرطیں

❖ میں جہاں سے آیا ہوں مجھے واپس جانے دو

❖ کسی سرحد کی طرف جانے دو جہاں پر مسلمان ہوں

❖ مجھے "امیر المؤمنین یزید" کی طرف جانے دو تاکہ

میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے سکوں۔

شیعہ کتاب: الارشاد / جلد 2 / 87

## یہ معلومات ذاکریں اپنی مجالس

## میں کیوں نہیں دیئے؟



ما جرى في عرصات كربلاء واستجابة دعائه عليه السلام ٨٧

أبام، ونادى عبداً  
صوته: يا حسين  
منه قطرة واحدة  
واللهم اغفر عظمته



قال حينئذ  
الذي لا إله غيري  
العطش العطش  
عطشاً، فما زال  
ولما رأى الماء  
لقتاله أنفد إلى  
طويلاً، ثم رجع

سريعاً، فوالله  
بقية، ويصيح:  
بقية ويطلق

بنوهم ومذاهبهم  
معاً ليلاً فتناجوا  
الله بن زياد:

أما بعد: فإن الله قد أفاض السائرة وجمع الكلمة وأصلح أمر  
الأمّة، هذا حسين قد أعطاني أن يرجع إلى المكان الذي أتى منه أو  
أن يسير إلى غير من الثغور فيكون رجلاً من المسلمين، له ما لهم  
وعليه ما عليهم، أو أن يأتي أمير المؤمنين يزيّد فيضع يده في يده، فيرى فيها  
بينه وبينه رأيه، وفي هذا [لكم] رضى ولأمنه صلاح.

(١) في دم وهاشم وش: جفن.

(٢) بغير: كثر شربه للسقاء، النظر والعين - بفر: ١: ١١٥.

(٣) في هاشم وش: مات.

(٤) في هاشم وش: بعده الحسافة: واجتمع معك.

(٥) ما بين العقوبين البتة من تاريخ الطبري: ١١٤، والكامل لابن الأثير: ١: ٥٥.

ولما رأى الحسينُ نزلَ العساكر مع عمر بن سعدَ يبنونهم  
لقتاله أنفذَ إلى عمر بن سعدَ: «أني أريدُ أن ألقاك»<sup>(١)</sup> فاجتمعوا ليلاً فتناجوا  
طويلاً، ثم رجعَ عمر بن سعدَ إلى مكانه وكتبَ إلى عبيد الله بن زيادَ  
أما بعد: فإن الله قد أطلقَ النائرةَ وجمعَ الكلمةَ وأصلحَ أمرَ  
الأمّةِ، هذا حينٌ قد أعطاني أن يرجعَ إلى المكانِ الذي أتى منه أو  
أن يسيرَ إلى ثغرٍ من الثغورِ فيكونَ رجلاً من المسلمين، له ما لهم  
وعليه ما عليهم، أو أن يأتيَ أميرَ المؤمنين يزيدَ فيضعَ يدهُ في يدهُ، فیری فیما  
بینہ وبینہ رأیہ، وفي هذا [لكم]<sup>(٢)</sup> رضى ولأمّة صلاح

اور جب امام حسین نے نینوے میں عمر بن سعد کے پاس لشکروں کا اترنا اور آپ سے جنگ کرنے کے لیے ان کی مدد کا آنا دیکھا - تو آپ نے عمر بن سعد کی طرف کسی کو بھیجا کہ میں تجھے ملنا اور تیرے ساتھ ایک نشست چاہتا ہوں تو ایک رات دونوں اکٹھے ہوئے اور کافی دیر تک علیحدگی میں باتیں کی پھر عمر بن سعد اپنی رہائش گاہ کی طرف واپس چلا گیا اور اس نے عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا -

اما بعد بے شک اللہ نے آتش جنگ و عداوت کو بجھا دیا ہے بات اتفاق پا گئی اور امت کا معاملہ درست ہو گیا ہے یہ حسین ہیں انہوں نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ اسی جگہ جہان سے آئے ہیں واپس یا کسی سرحد کی طرف چلے جائیں گے اگر وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں تو اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیں گے اور اپنا باہمی معاملہ خود دیکھ لیں گے - یہ بات آپ کو بھی پسند ہوگی امت کی بھی اسی میں بھتری ہے۔

# الاشهاد

مصابر بن جابر الأنوار

١٢

في معرفة حجاج الله على العباد

تأليف

الشيخ المفيد الإمام أبي عبد الله محمد بن يحيى بن عثمان

المكبري، البغدادي

(٢٣٦ - ٤١٣ هـ)

الجزء الثاني

محقق

مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث

# امام حسین علیہ السلام کی کر بلا کہ مقام پر پیش کی گئیں تین شرائط

امام حسینؑ نے فرمایا مجھے امیر المؤمنین یزید بن معاویہؓ کہ پاس جانے دیا جائے تاکہ میں اپنا حاتھ اس کہ حاتھ میں دے دوں (یعنی بیعت کر لوں) شیعہ کتاب اعلام الوری مصنف علامہ طبرسی

عطشاً، فما زال ذلك دأبه حتى لفظ نفسه<sup>(۱)</sup>.

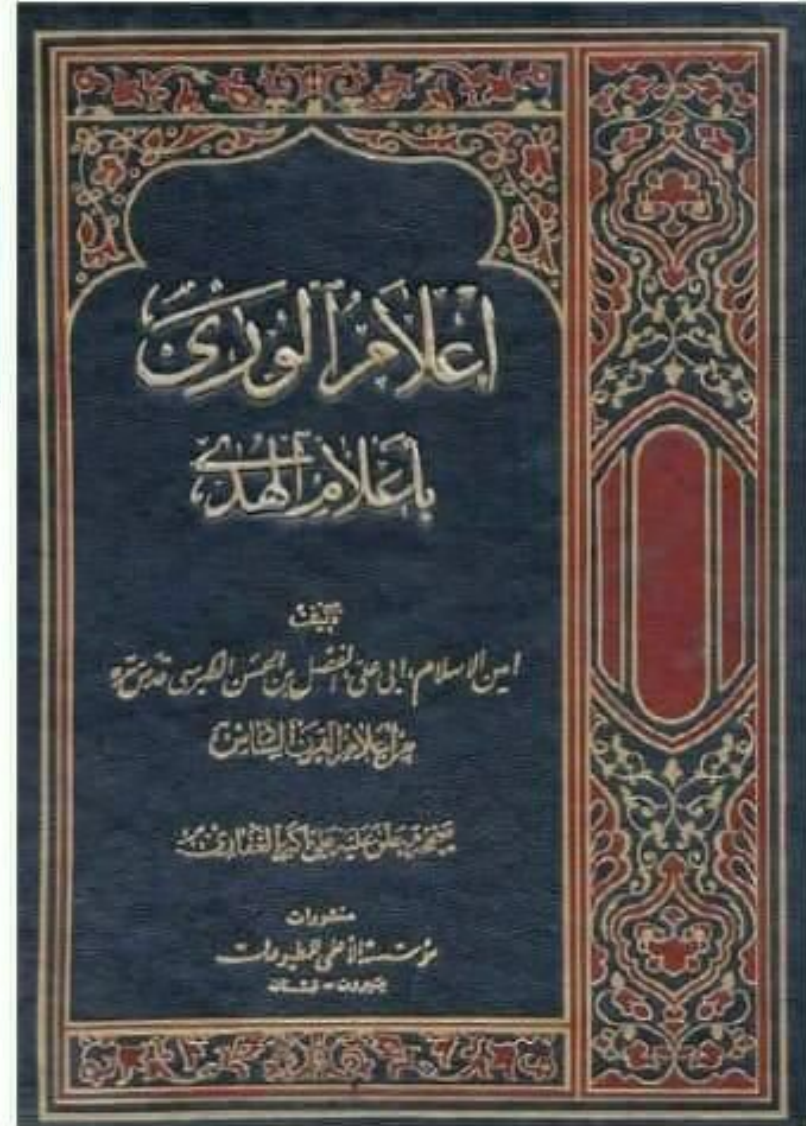
ولما رأى الحسين ﷺ نزول العساكر مع عمر بن سعد وهددهم لقتاله أنفذ إلى عمر بن سعد إلى أريد لقاءك فاجتمعا فتناجيا طويلاً.

ثم رجع عمر إلى مكانه وكتب إلى عبيد الله بن زياد أنا بعد فإن الله قد أطفأ النائرة وجمع الكلمة وأصلح أمر الأمة هذا أعطاني أن يرجع إلى المكان الذي منه أتى وأن يسير إلى نجر من الثغور فيكون رجلاً من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم أو أن يأتي إلى أمير المؤمنين يزيد فيضع يده في يده فيرى فيما بينه وبينه وأبه وفي هذا لك رضى ولأمة صلاح.

فلما قرأ عبيد الله الكتاب قال: هذا كتاب ناصح مشفق على قومه، فقام إليه شمر بن ذي الجوشن فقال: أنقل هذا منه وقد نزل بأرضك وإلى جنبك والله لنزل رجل من بلادك ولم يضع يده في يدك ليكونن أولى بالقوة ولتكونن أولى بالضعف منه، فلا تعطه هذه الميزة ولكن ليتر على حكمك هو وأصحابه، فإن عاقبت فأت أولى بالعقوبة وإن عفوت كان ذلك لك، فقال ابن زياد: نعم ما رأيت، الرأى رأيك أخرج بهذا الكتاب إلى عمر فليعرض على الحسين وأصحابه النزول على حكمي فإن أبوا فليقاتلهم، فإن أبوا أن يقاتلهم فأت أمير الجيش واضرب عنقه وأنفذ إلي برأسه. وكتب إلى عمر إلي لم أبعثك إلى الحسين لتكف عنه ولا لتلاؤله ولا لتمنيته السلامة ولا لتعذر له ولا لتكون له عندي شقيعاً، انظر فإن نزل الحسين وأصحابه على حكمي واستسلموا فاقبض بهم إلي سلباً وإن أبوا فارتد إليهم حتى تقتلهم وتمثل بهم فإنهم مستحقون فإذا قتل حبساً فأوطئ الخيل صدره وظهره فإنه عات ظلم<sup>(۲)</sup> وما كنت أرى أن هذا يضرب بعد الموت شيئاً ولكن على قول قد قلت لو قد قتلت لفعلت هذا به فإن مضيت لأمرنا فيه جزيتك جزاء السامع المطيع وإن آبيت فاهتزل جندنا ونخل بين شمر بن ذي الجوشن وبين العسكر فإننا قد أمرناه بأمرنا والسلام.

(۱) أي رضى وهو كتابة عن خلافة.

(۲) الزحف المشي بالعدو والمناجزة والمبارزة والمقاتلة. والعن: التكبر والتجبر وقد عتا يعترى متراً فهو عات. (النهاية)



کراچی

# عظم مجاہد

حصہ اول

تحقیقات صحیح و سوانح مستند حضرت سید شہداء امام الثقلین امام حسینؑ

اور

مکمل حالات و اسبابِ افعہ ہائیکہ کربلا

مُصَنَّفٌ

مؤرخ نامور و محقق بے بدل

حضرت مولوی سید شاہ حسین صاحب نقوی مدظلہ

ناشرین

کارکنان اردو ادبستان جے پور

مطبوعہ دارالکتاب

قیمت

پارہ ۱

اور نہیں تو بلاد اسلام کے کسی دور و دراز سرحدی مقامات میں مثل  
اور اہل اسلام کے جاقیام کریں۔

جناب امام حسین علیہ السلام کا یہ جواب سُکر عمر سعد کو ایک گونہ اطمینان  
ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ محبت برخواست ہو گئی۔ جانبین کو  
لوگ اپنی اپنی فرو و گاہ کو واپس گئے۔ عمر ابن سعد نے آتے ہی ابن زینر  
کے پاس ایک تیز رفتار قاصد کی معرفت اس مضمون کا خط لکھا۔

اما بعد فان الله قد اطفاه التأثر و جمع الكلمة و اصطلح امر  
الامة هذا المحسين (عليه السلام) قد اعطاني محمد  
ان يرجع الى المكان الذي منه اتى اوليسير الى تغرير التغول  
فيكون رجلا من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم اوداني  
اصير المؤمنين يزيد فيضع يده في يدي فيلبيته و بينه  
في يدي رايه و في هذا الله رضى و لامة صلاح۔

یعنی خدا کی سبحانہ و تعالیٰ نے بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیا اور سخنائے پرالگہ  
کو جمع کر دیا اور امور کو اصطلاح کی طرف مائل کیا۔ ابھی ابھی جناب امام  
حسین علیہ السلام نے یہ اقرار مستحکم کیا کہ اُنکو ان مشہوروں کی طرف (جکڑ دیا  
مدینہ) واپس جانیکی اجازت دیدی جائے۔ جہاں سے وہ تشریف لائے ہیں۔  
یا دور و دراز بلاد اسلامی کی طرف نکل جانے دیا جائے کہ وہ وہاں مثل  
اور مسلمانوں کے اپنی زندگی اختیار کریں۔ یا زیر کے پاس جکڑ دیا جائے  
کہ وہ بنفس نفیس خود جا کر اُس سے بات چیت کریں۔ پھر اُنکی فیما بین

# علی بن الحسین (زین العابدین) <sup>رضی اللہ عنہ</sup> نے یزید کی بیعت کر لی تھی

شیعہ ملا باقر مجلسی کے مطابق امام زین العابدین نے واقعہ کربلا کے بعد قتل کے ڈر سے یزید کی بیعت کر لی تھی۔

(جلاء العیون ج ۲ ص ۳۶۷)

SMP

۳۹۷

## جلاء العیون

مجلد ۲  
مؤلف: شیخ محمد باقر مجلسی  
مطبع: دار الفکر  
طبعة: ۱۴۰۲ھ  
دار: دار الفکر  
دار: دار الفکر  
دار: دار الفکر

عباس بن علی

دار الفکر  
دار الفکر  
دار الفکر

تھے کہنا یا اپنی اولاد میں ایک فرقہ ہوں۔ تاہم سے آپ نے پورے شہر سے یہاں یہاں  
کے لوگوں کو کہتے تھے میں نے حق تعالیٰ سے امانت لی کہ میں یہاں کے آپ کی غیبت کروں جو لوگ  
یہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے جنت خود بخود رسول خدا اور آپ اہل بیت کی امید رکھتے ہیں لیکن شیعہ  
اہل بیت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں کے آپ اہل بیت سے جنت کے  
بجائے ایک توفیق کو طلب کیے کہ میری غلامی کا اقرار کر لیں چاہتے ہوں مجھے قتل کروں یا اس کو چاہتے ہوں مجھے  
خود میں رکھوں، اس مرد بد مذہب نے کہا، قسم ہوا کہ اس کو طلب نہ کریں، جس سے پھر نہیں ہے اور یہاں یہاں  
اہل بیت سے جو فرقہ تھا ان وقت ہدایت کے وقت اور نہ اسلام میں اور ان کو یہاں سے کھینچ کر بیچ کر  
دائے میں یہ لوگوں کے چہرے کہ ختم ہوا اگر فرقہ نہ کرے گا میں مجھے قتل کر دے گا، اس مرد نے کہا تو اس کا  
پیسے کا سکہ زیادہ نہ ہو گا قتل نہیں ہوا، فرقہ نہ کرے گا میں اس کو قتل کر دے گا، اس مرد نے کہا کہ  
بجائے کہ حضرت علی، ابی الحسین کو طلب کیا اور یہ کہ جو اس مرد سے کہتے تھے انھیں نے فرمایا کہ میں فرقہ نہ کرے  
اس فرقہ کو مجھے قتل کر دے گا میں اس مرد کو قتل کر دے گا، اس فرقہ نے کہا کہ میں حضرت علی کو طلب کر دے گا کہ  
اس کا میں نے قتل کر دے گا میں نے قتل کر دے گا، اس فرقہ نے کہا کہ میں حضرت علی کو طلب کر دے گا کہ  
نہا سو امانت فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتا ہے وہاں اس میں کسے نہ ہو یہاں ان کا امانت تو درجہ شہر ہے کہ  
جو اس سے کہتا ہے کہ وہاں اس کو امانت ہو اور اس میں کسے نہ ہو یہاں اس میں کسے نہ ہو یہاں اس میں کسے نہ ہو

إِغْلَامُ الْوَيْدِي

بِإِغْلَامِ الْمُهْدِي

تأليف

إمين الاسلام، أبي علي، الفضل بن الحسن الطبرسي قدس سره

جزء إغلام القرن الثامن

مصحف على نسخة علي أكبر الغفاري

منشورات

مؤسسة الأمل للطبوعات

بيروت - لبنان

عطشاً، فما زال ذلك دأبه حتى لفظ نفسه<sup>(١)</sup>.

ولما رأى الحسين عليه السلام نزول العساكر مع عمر بن سعد ومددهم لقتاله أنفذ إلى عمر بن سعد إنني أريد لقاءك فاجتمعاً فتناجياً طويلاً.

ثم رجع عمر إلى مكانه وكتب إلى عبيد الله بن زياد أما بعد فإن الله قد أطفأ النائرة وجمع الكلمة وأصلح أمر الأمة هذا أعطاني أن يرجع إلى المكان الذي منه أتى وأن يسير إلى ثغر من الثغور فيكون رجلاً من المسلمين له ما لهم وعليه ما عليهم أو أن يأتي إلى أمير المؤمنين يزيد فيضع يده في يده فيرى فيما بينه وبينه رأيه وفي هذا لك رضى وللاُمة صلاح.

فلما قرأ عبيد الله الكتاب قال: هذا كتاب ناصح مشفق على قومه، فقام إليه شمر بن ذي الجوشن فقال: أتقبل هذا منه وقد نزل بأرضك وإلى جنبك والله لئن رحل من بلادك ولم يضع يده في يدك ليكوننّ أولى بالقوة ولتكوننّ أولى بالضعف منه، فلا تعطه هذه المنزلة ولكن لينزل على حكمك هو وأصحابه، فإن عاقبت فأنت أولى بالعقوبة وإن عفوت كان ذلك لك، فقال ابن زياد: نعم ما رأيت، الرأي رأيك أخرج بهذا الكتاب إلى عمر فليعرض على الحسين وأصحابه النزول على حكمي فإن أبوا فليقاتلهم، فإن أبى أن يقاتلهم فأنت أمير الجيش واضرب عنقه وأنفذ إليّ برأسه. وكتب إلى عمر إنني لم أبعثك إلى الحسين لتكفّ عنه ولا لتطاوله ولا لتمنيه السلامة ولا لتعذر له ولا لتكون له عندي شفيعاً، انظر فإن نزل الحسين وأصحابه على حكمي واستسلموا فابعث بهم إليّ سلماً وإن أبوا فازحف إليهم حتى تقتلهم وتمثل بهم فإنهم مستحقّون فإذا قتلت حسيناً فأوطيء الخيل صدره وظهره فإنه عات ظلوم<sup>(٢)</sup> وما كنت أرى أن هذا يضرّ بعد الموت شيئاً ولكن على قول قد قلته لو قد قتلت لفعلت هذا به فإن مضيت لأمرنا فيه جزيناك جزاء السامع المطيع وإن أبيت فاعتزل جندنا وخلّ بين شمر بن ذي الجوشن وبين العسكر فإننا قد أمرناه بأمرنا والسلام.

(١) أي رمى وهو كناية عن هلاكه.

(٢) الزحف المشي بالعدو والمناجزة والمقاتلة. والعتو: التكبر والتجبر وقد عتا يعتو عتوا فهو عات. (النهاية)

مصادر تجار الأنوار

١٢

# الأشبال

في معرفة حجب الله على العباد

تأليف

الشيخ المفيد الإمام أبي عبد الله محمد بن محمد بن القاسم

المعبري، البغدادي

(٢٣٦ - ٤١٣ هـ)

الجزء الثاني

تحقيق

مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث



أيام ، ونادى عبدالله بن الحُصين<sup>(١)</sup> الأزدي - وكان عداؤه في بَجيلة - بأعلى صوته : يا حسين ، ألا تنظرُ إلى الماءِ كأنَّه كبَدُ السَّماءِ ، والله لا تَذوقون منه قطرةً واحدةً حتَّى تموتوا عطشاً ؛ فقال الحسينُ عليه السَّلامُ : «اللَّهُمَّ اقْتُلْهُ عَطَشاً وَلَا تَغْفِرْ لَهُ أَبَداً» .

قال حميدُ بنُ مسلم : والله لَعُدَّتْهُ بعدَ ذلك في مرضه ، فوالله الَّذي لا إلهَ غيرُه ، لقد رأيته يشربُ الماءَ حتَّى يَبْغَر<sup>(٢)</sup> ثم يقيئه ، ويصيحُ : العطشُ العطشُ ، ثم يعودُ فيشربُ الماءَ حتَّى يَبْغَر ثم يقيئه ويتلظى عَطَشاً ، فما زالَ ذلك دأبه حتَّى (لَفَظَ نَفْسَه) <sup>(٣)</sup> .

ولما رأى الحسينُ نزولَ العساكر مع عمر بن سعدِ بنينوى ومددَهم لقتاله أنفذَ إلى عمر بن سعدٍ : «انِّي أريدُ أن ألقاك<sup>(٤)</sup>» فاجتمعوا ليلاً فتناجيا طويلاً ، ثم رجَعَ عمرُ بنُ سعدٍ إلى مكانه وكتبَ إلى عُبيدِ اللهِ بن زيادٍ :

أما بعدُ : فإنَّ الله قد أطفأ النَّائرةَ وجمَعَ الكلمةَ وأصلَحَ أمرَ الأُمّةِ ، هذا حسينٌ قد أعطاني أن يرجعَ إلى المكانِ الَّذي أتى منه أو أن يسيرَ إلى ثغرٍ من الثُّغورِ فيكونَ رجلاً من المسلمين ، له ما لهم وعليه ما عليهم ، أو أن يأتيَ أميرَ المؤمنينَ يزيدَ فيضعَ يده في يده ، فيرى فيما بينه وبينه رأيَه ، وفي هذا [لكم] <sup>(٥)</sup> رضى وللأُمّةِ صلاحٌ .

(١) في «م» وهامش «ش» : حِصْن .

(٢) بَغَرَ : كثر شربه للسَّاءِ ، انظر «العين - بغر - ٤ : ٤١٥» .

(٣) في هامش «ش» : مات .

(٤) في هامش «ش» بعده اضافة : واجتمع معك .

(٥) ما بين المعقوفين اثبتناه من تأريخ الطبري ٥ : ٤١٤ ، والكامل لابن الأثير ٤ : ٥٥ ←

درمیان مجھ سے ملاقات کر ابن سعد میں سوار ساتھ لے کر لشکر سے نکلا۔ آپ بھی بیس سوار ساتھ لے کر نکلے۔ جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ سب ہٹ جائیں۔ ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں نہ آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ دونوں آدمیوں کی باتوں میں بہت طول ہوا کہ تھوڑی رات گزر گئی۔ پھر اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ لوگوں نے اپنے اپنے وہم و گمان سے کہنا شروع کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ابن سعد سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل۔ دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں۔ ابن سعد نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ آپ نے کہا میں بنو ادوں گا۔ اس نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی۔ آپ نے کہا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے دوں گا جو حجاز میں ہے۔ ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا۔ لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا۔ بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا۔

### حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

لیکن محدثین کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لیے اختیار کرو یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں۔ یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کہ وہ مملکت اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو۔ میں ان لوگوں کا ایک شخص بن کر رہوں گا۔ میرا نفع و نقصان ان کے نفع و نقصان کے ضمن میں ہوگا۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی۔ جیسا لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلاد اسلام کی مجھے روانہ کر دو۔ بلکہ آپ نے یہ کہا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو۔ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا۔ خدا نے آگ کے شعلہ کو بجھا دیا۔ اختلاف کو دفع کیا۔ قوم کی بہتری چاہی۔ حسین رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں یا ملک اسلام کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔ وہاں ایک مسلم کی حیثیت سے وہ رہیں گے نفع و ضرر میں سب کا ساتھ دیں گے یا امیر المومنین یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے۔ اپنے اور ان کے درمیان جو فیصلہ چاہے وہ کرے۔ اس میں آپ کی بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔

# اہل تشیع یزید کی امامت کے قائل ہو گئے

جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ نہ تو واپس جانے کی کوئی سبیل ہے اور نہ ہی کوفہ داخلے کی کوئی صورت ہے تو آپؑ نے یزید بن معاویہؑ کے پاس جانے کے لیے ملک شام کا قصد فرمایا کیونکہ امام موصوف کو اس کا بخوبی علم تھا کہ یزید میرے معاملہ میں ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں سے کہیں نرم ہے آپؑ چلتے رہے یہاں تک کہ عمر بن سعد ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر آپؑ کے سامنے آیا پھر جو کچھ ہوا وہ سب کچھ گزر چکا ہے تو ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ امام حسینؑ نے جان بوجھ کر اپنی ہلاکت کو دعوت دی یہ بھی مروی ہے کہ امام موصوف نے عمر بن سعد سے کہا میری طرف سے یہ مطالبات ہیں اگر مان لو تو بہتر ہو گا پہلا مطالبہ یہ کہ مجھے واپس جانے دیا جائے جہاں سے میں آیا ہوں دوسرا مطالبہ یہ کہ مجھے اپنے ہاتھ یزید کے ہاتھوں پر رکھ کر بیعت کر لینے دو آخر وہ میرا چچا زاد بھائی ہے میرے معاملہ میں خوب غور کرے گا تیسرا مطالبہ یہ کہ مجھے مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر سرحدوں میں سے کسی سرحد پر بھیج دیا جائے جو ذمہ داری ہوگی اسے پورا کروں گا

تلخیص الشافی جلد چہارم ص ۱۸۵، ۱۸۶

وانما اردنا بذکر هذه الجملة ان اسباب الظفر بالعدو كانت لائحة ، وأن الذي هو الذي عكس الأمر وقلبه حتى تم فيه ماتم . وقد هم أبو عبد الله عليه السلام وأشير عليه بالعود ، فوثب إليه بنو عقيل فقالوا : والله ، لا ننصرف حتى نقتل من مازق أخونا ، فقال عليه السلام : لا خير في العيش بعد هؤلاء (۲) . ثم لحقه الحر بن يزيد ، من الرجال الذين انقذهم ابن زياد ومنعه من الانصراف وسامه أن يقدم على ابن زياد ، نازلاً على حكمه فامتنع (۳) . ولما رأى ألا سبيل الى العود ، ولا إلى دخول الكوفة سلك طريق الشام سائراً نحو يزيد بن معاوية ، لعلمه عليه السلام بأنه على ما به ارق به من ابن زياد وأصحابه . فسار عليه السلام حتى قدم عليه عمر بن سعد في العسكر العظيم ، وكان من أمره ما قد ذكر وسطر (۴) .

- ۱۸۶ -

فكيف يقال : إنه عليه السلام ألقى بيده الى النهلكة ، وقد روي : أنه عليه السلام قال لعمر بن سعد : واخترأوا مني : اما الرجوع إلى المكان الذي اقبلت منه أو أن أضع يدي على يد يزيد ، فهو ابن عمي يرى في رأيه ، واما أن تسيروا بي إلى ثغر من ثغور المسلمين ، فأكون رجلاً من أهلهم ، لي مالهم ، وعلي ماعليهم .

تلخیص الشافی

شیخ الطائفة جعفر الطوسي



تلخیص الشافی

شیخ الطائفة جعفر الطوسي

مقدمه و طبع  
الزینبیین علیہم السلام  
المرکز الرابع



علوم

# تَارِيخُ الطَّبَرِيِّ

## تَارِيخُ الْأُمَمِ وَالْمُلُوكِ

لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبَرِيِّ

٢٢٤ - ٣١٠ هـ

تَارِيخُ مَا بَعْدَ الْهَجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الشَّرِيفَةِ

تَحْقِيقُ

مُصْطَفَى السَّيِّدِ وَ طَارِقِ سَالِمِ

الْمَكْتَبَةُ النَّوْفِيَّةُ

فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يزيد، فلقيته الخيول بكرلاء، فنزل يناشدهم الله والإسلام، قال: وكان بعث إليه عمرو بن سعد وشمر بن ذي الجوشن وحصين بن نميم، فناشدهم الحسين الله والإسلام أن يسبروه إلى أمير المؤمنين، فيضع يده في يده، فقالوا: لا، إلا على حكم ابن زياد، وكان فيمن بعث إليه الحر بن يزيد الحنظلي النهلشي على خيل، فلما سمع ما يقول الحسين قال لهم: ألا تقبلون من هؤلاء ما يعرضون عليكم! والله لو سألكم هذا الترك والديلم ما حل لكم أن تردوه! فأبوا إلا على حكم ابن زياد، فصرف الحر وجه فرسه، وانطلق إلى الحسين وأصحابه، فظنوا أنه إنما جاء ليقاتلهم، فلما دنا منهم قلب ترسه وسلم عليهم، ثم كر على أصحاب ابن زياد فقاتلهم، فقتل منهم رجلين، ثم قتل رحمة الله عليه. وذكر أن زهير بن القين البجلي لقي الحسين وكان حاجًا، فأقبل معه، وخرج إليه ابن أبي بحرية المرادي ورجلان آخران وعمرو بن الحجاج ومعن السلمي، قال الحصين: وقد رأيتهما.

**قال الحصين:** وحدثني سعد بن عبيدة، قال: إن أشياخنا من أهل الكوفة لوقوف على التل يكون ويقولون: اللهم أنزل نصرك، قال: قلت: يا أعداء الله، ألا تنزلون فتنصرونه! قال فأقبل الحسين بكلم من بعث إليه زياد، قال: وإني لأنظر إليه وعليه جبة من برود، فلما كلمهم انصرف، فرماه رجل من بين كتفيه متعلقًا في جيبته، فلما أبوا عليه رجع إلى مصافه، وإني لأنظر إليهم، وإنهم لقريب من مائة رجل، فيهم لصلب على بن أبي طالب عليه السلام خمسة، ومن بني هاشم ستة عشر، ورجل من بني سليم حليف لهم، ورجل من بني كنانة حليف لهم، وابن عمر بن زياد.

**قال: وحدثني سعد بن عبيدة،** قال: إنا لمستنقعون في الماء مع عمرو بن سعد، إذ أتاه رجل فاره وقال له: قد بعث إليك ابن زياد جويرية بن بدر التميمي، وأمره إن لم تقاتل القوم أن يضرب عنقك، قال: فوثب إلى فرسه فركبه، ثم دعا سلاحه فلبسه، وإنه على فرسه، فنهض بالناس إليهم فقاتلهم، فجاء برأس الحسين إلى ابن زياد، فوضع بين يديه، فجعل ينكت بقضيبه، ويقول: إن أبا عبد الله قد كان شمت<sup>(١)</sup>، قال: وجيء بنسائه وبناته وأهله، وكان أحسن شيء صنعه أن أمر لهن بمنزل في مكان معتزل، وأجرى عليهن رزقًا، وأمر لهن بنفقة وكسوة. قال: فانطلق غلامان منهم لعبد الله بن جعفر فأتيا رجلاً من طيئ فلجأ إليه، فضرب أعناقهما، وجاء برءوسهما حتى وضعهما بين يدي ابن زياد، قال: فهم بضرب عنقه، وأمر بداره فهدمت.

قال: وحدثني مولى لمعاوية بن أبي سفيان قال: لما أتني يزيد برأس الحسين فوضع بين يديه، قال: رأيته يبكي، وقال: لو كان بيني وبينه رحم ما فعل هذا.

فانطلق الخيول بكرلاء، فنزل يناشدهم الله والإسلام، قال: وكان بعث إليه عمرو بن سعد وشمر بن ذي الجوشن وحصين بن نميم، فناشدهم الحسين الله والإسلام أن يسبروه إلى أمير المؤمنين، فيضع يده في يده، فقالوا: لا، إلا على حكم ابن زياد، وكان فيمن بعث إليه الحر بن يزيد الحنظلي النهلشي على خيل، فلما سمع ما يقول الحسين قال لهم: ألا تقبلون من هؤلاء ما يعرضون عليكم! والله لو سألكم هذا الترك والديلم ما حل لكم أن تردوه! فأبوا إلا على حكم ابن زياد، فصرف الحر وجه فرسه، وانطلق إلى الحسين وأصحابه، فظنوا أنه إنما جاء ليقاتلهم، فلما دنا منهم قلب ترسه وسلم عليهم، ثم كر على أصحاب ابن زياد فقاتلهم، فقتل منهم رجلين، ثم قتل رحمة الله عليه. وذكر أن زهير بن القين البجلي لقي الحسين وكان حاجًا، فأقبل معه، وخرج إليه ابن أبي بحرية المرادي ورجلان آخران وعمرو بن الحجاج ومعن السلمي، قال الحصين: وقد رأيتهما.

دخلوها خرجت امرأة من بني عبد المطلب ناشرة شعرها، واضعة كمها على رأسها تلقاهم وهي تبكي وتقول:

ماذا تقولون إن قال النبي لكم ماذا فعلتم وأنتم آخر الأمم!  
بعتني وبأهلي بعد مفتقلي منهم أسارى وقتلى ضرجوا بدم  
ما كان هذا جزائي إذ نصحت لكم أن تخلقوني بسوء ذوي رحمي

حدثني الحسين بن نصر قال: حدثنا أبو ربيعة، قال: حدثنا أبو عوانة، عن حصين بن عبد الرحمن قال: بلغنا أن الحسين عليه السلام... وحدثنا محمد بن عمار الرازي، قال: حدثنا سعيد بن سليمان، قال: حدثنا عباد بن العوام قال: حدثني حصين، أن الحسين بن علي عليه السلام كتب إليه أهل الكوفة: إنه معك مائة ألف، فبعث إليهم مسلم بن عقيل، فقدم الكوفة، فنزل دار هاني بن عروة، فاجتمع إليه الناس، فأخبر ابن زياد بذلك. زاد الحسين بن نصر في حديثه: فأرسل إلى هاني فأتاه، فقال: ألم أوقرك! ألم أكرمك! ألم أفعل بك! قال: بلى، قال: فما جزاء ذلك؟ قال: جزاؤه أن أمنعك، قال: تمنعني! قال: فأخذ قضيباً مكانه فضربه به، وأمر فكف ثم ضرب عنقه، فبلغ ذلك مسلم بن عقيل، فخرج ومعه ناس كثير، فبلغ ابن زياد ذلك، فأمر بباب القصر فأغلق، وأمر منادياً فنادى: يا خيل الله اركبي، فلا أحد يجيبه، فظن أنه في ملأ من الناس.

قال حصين: فحدثني هلال بن يساف قال: لقيتهم تلك الليلة في الطريق عند مسجد الأنصار، فلم يكونوا يمشون في طريق يميناً ولا شمالاً إلا وذهبت منهم طائفة، الثلاثون والأربعون، ونحو ذلك. قال: فلما بلغ السوق، وهي ليلة مظلمة، ودخلوا المسجد، قيل لابن زياد: والله ما نرى كثير أحد، ولا نسمع أصوات كثير أحد، فأمر بسقف المسجد فقلع، ثم أمر بحرادي<sup>(١)</sup> فيها النيران، فجعلوا ينظرون، فإذا قريب خمسين رجلاً. قال: فنزل فصعد المنبر وقال للناس: تميزوا أرباعاً أرباعاً، فانطلق كل قوم إلى رأس ربهم، فنهض إليهم قوم يقاتلونهم، فخرج مسلم جراحه ثقيلة، وقتل ناس من أصحابه، وانهزموا، فخرج مسلم فدخل داراً من دور كندة، فجاء رجل إلى محمد بن الأشعث وهو جالس إلى ابن زياد، فساره، فقال له: إن مسلماً في دار فلان، فقال ابن زياد: ما قال لك؟ قال: إن مسلماً في دار فلان، قال ابن زياد لرجلين انطلقا فأتياني به، فدخلوا عليه وهو عند امرأة قد أوقدت له النار، فهو يغسل عنه الدماء، فقالا له: انطلق، الأمير يدعوك، فقال: اعقدا لي عقداً، فقالا: ما نملك ذاك، فانطلق معهما حتى أتاه فأمر به فكف ثم قال: هيه هيه يا بن خلية - قال الحسين في حديثه: يا بن كذا - جئت لتتزع سلطاني! ثم أمر به فضربت عنقه. قال حصين: فحدثني هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ ما بين واقصة إلى طريق الشام إلى طريق البصرة، فلا يدعون أحداً يبلج ولا أحداً يخرج، فأقبل الحسين ولا يشعر بشيء

# تاريخ الطبري

## تاريخ الأمم والملوك

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

٢٢٤-٣١٠ هـ

تاريخ ما بعد الهجرة النبوية الشريفة

تحقيق

مُصطفى السيد و طارق سالم

المكتبة التوفيقية

أمام البازار الأنشاس - ساحة الحسن

قال: قلت لأبي جعفر: حدثني عن مقتل الحسين حتى كأنني حضرته، قال: فأقبل حسين بن علي بكتاب مسلم بن عقيل كان إليه حتى إذا كان بينه وبين القادسية ثلاثة أميال، لقيه الحر بن يزيد التميمي، فقال له: أين تريد؟ قال: أريد هذا المصر، قال له: ارجع فإنني لم أدع لك خلفي خيراً أرجوه، فهم أن يرجع، وكان معه إخوة مسلم بن عقيل، فقالوا: والله لا نرجع حتى نصيب بثأرنا أو نقتل، فقال: لا خير في الحياة بعدكم! فسار فلقيته أوائل خيل عبيد الله، فلما رأى ذلك عدل إلى كربلاء فأسند ظهره إلى قصباء وخلاً كيلاً يقاتل إلا من وجه واحد، فنزل وضرب أبيته، وكان أصحابه خمسة وأربعين فارساً ومائة راجل، وكان عمر بن سعد بن أبي وقاص قد ولاه عبيد الله بن زياد الري وعهد إليه عهده فقال: اكفي هذا الرجل، قال: أعفني، فأبى أن يعفيه، قال: فأنظرني الليلة، فأخره، فنظر في أمره فلما أصبح غداً عليه راضياً بما أمر به، فتوجه إليه عمر بن سعد، فلما أتاه قال له الحسين: اختر واحدة من ثلاث: إما أن تدعوني فأنصرف من حيث جئت، وإما أن تدعوني فأذهب إلى يزيد، وإما أن تدعوني فألحق بالشور، فقبل ذلك عمر، فكتب إليه عبيد الله: لا ولا كرامة حتى يضع يده في يدي! فقال له الحسين: لا والله لا يكون ذلك أبداً، فقاتله فقتل أصحاب الحسين كلهم، وفيهم بضعة عشر شاباً من أهل بيته، وجاء سهم فأصاب ابناً له معه في حجره، فجعل يمسح الدم عنه ويقول: اللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا فقتلونا، ثم أمر بحجرة فشققها، ثم لبسها وخرج بسيفه، فقاتل حتى قتل صلوات الله عليه، قتله رجل من مذحج وحز رأسه، وانطلق به إلى عبيد الله وقال:

أوفر ركابي فضة وذهباً      فقد قتلت الملك المحجبا

قتلت خير الناس أمّا وأباً      وخبرهم إذا ينسبون نسباً

وأوفده إلى يزيد بن معاوية ومعه الرأس، فوضع رأسه بين يديه وعنده أبو برزة السلمي، فجعل ينكت بالقضيب على فيه ويقول:

يفلقن هاماً من رجال أعزة      علينا وهم كانوا أعق وأظلماً

فقال له أبو برزة: ارفع قضيبك، فوالله لربما رأيت فارس رسول الله ﷺ على فيه يلثمه! وسرح عمر ابن سعد بحرمة وعياله إلى عبيد الله، ولم يكن بقي من أهل بيت الحسين بن علي السلام إلا غلام كان مريضاً مع النساء، فأمر به عبيد الله ليقتل، فطرحته زينب نفسها عليه وقالت: والله لا يقتل حتى تقتلونني! فرق لها فتركة وكف عنه.

قال: فجهزهم وحملهم إلى يزيد، فلما قدموا عليه جمع من كان بحضرته من أهل الشام، ثم أدخلوهم، فهتؤه بالفتح، قال رجل منهم أرق أحمر ونظر إلى وصيفة من بناتهم فقال: يا أمير المؤمنين، هب لي هذه، فقالت زينب: لا والله ولا كرامة لك ولا له إلا أن يخرج من دين الله، قال: فأعادها الأرق، فقال له يزيد: كف عن هذا، ثم أدخلهم على عياله، فجهزهم وحملهم إلى المدينة، فلما

السخلة ولا الصغير حتى يظهر هذا الأمر، قال: فقلت له فما يمنعك أن تبيع الوهط؟ قال: فقال لي: لعنة الله على فلان - يعني معاوية - وعليك، قال: فقلت: لا، بل عليك لعنة الله، قال: فزادني من اللعن ولم يكن عنده من حشمة أحد فألقى منهم شرًا، قال: فخرجت وهو لا يعرفني - والوهط حائط لعبد الله بن عمرو بالطائف، قال: وكان معاوية قد ساوم به عبد الله بن عمرو، وأعطاه به مالا كثيرا فأبى أن يبيعه بشيء - قال: وأقبل الحسين مغدًا لا يلوي على شيء حتى نزل ذات عرق.

**قال أبو مخنف:** حدثني الحارث بن كعب الوالبي، عن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قال: لما خرجنا من مكة كتب عبد الله بن جعفر بن أبي طالب إلى الحسين بن علي مع ابنه: عون ومحمد: أما بعد، فإني أسألك بالله لما انصرفت حين تنظر في كتابي، فإني مشفق عليك من الوجه الذي توجه له أن يكون فيه هلاكك واستئصال أهل بيتك، إن هلك اليوم طفئ نور الأرض، فإنك علم المهتدين، ورجاء المؤمنين، فلا تعجل بالسير فإني في أثر الكتاب، والسلام.

قال: وقام عبد الله بن جعفر إلى عمرو بن سعيد بن العاص فكلمه. وقال: اكتب إلى الحسين كتابًا تجعل له فيه الأمان، وتمنيه فيه البر والصلة، وتوثق له في كتابك، وتسأله الرجوع لعله يطمئن إلى ذلك فيرجع، فقال عمرو بن سعيد: اكتب ما شئت وأتني حتى أختمه، فكتب عبد الله بن جعفر الكتاب، ثم أتني به عمرو بن سعيد فقال له: أختمه، وأبعث مع أخيك يحيى بن سعيد، فإنه أحرى أن تطمئن نفسه إليه، ويعلم أنه الجد منك، ففعل، وكان عمرو بن سعيد عامل يزيد بن معاوية على مكة، قال: فلحقه يحيى وعبد الله بن جعفر، ثم انصرفا بعد أن أقرأه يحيى الكتاب، فقالا: أقرأناه الكتاب، وجهدنا به، وكان مما اعتذر به إلينا أن قال: إني رأيت رؤيا فيها رسول الله ﷺ، وأمرت فيها بأمر أنا ماض له، على كان أو لي، فقالا له: فما تلك الرؤيا؟ قال: ما حدثت أحدا بها، وما أنا محدث بها حتى ألقى ربي.

قال: وكان كتاب عمرو بن سعيد إلى الحسين بن علي: بسم الله الرحمن الرحيم، من عمرو بن سعيد إلى الحسين بن علي، أما بعد، فإني أسأل الله أن يصرفك عما يوبقك، وأن يهديك لما يرشدك، بلغني أنك قد توجهت إلى العراق، وإني أعيذك بالله من الشقاق، فإني أخاف عليك فيه الهلاك، وقد بعثت إليك عبد الله بن جعفر ويحيى بن سعيد، فأقبل إلى معهما، فإن لك عندي الأمان والصلة والبر وحسن الجوار لك، الله على بذلك شهيد وكفيل، ومراع ووكيل، والسلام عليك.

قال: وكتب إليه الحسين: أما بعد، فإنه لم يشاقق الله ورسوله من دعا إلى الله عز وجل وعمل صالحًا وقال إنني من المسلمين، وقد دعوت إلى الأمان والبر والصلة، فخير الأمان أمان الله، ولن يؤمن الله يوم القيامة من لم يخفه في الدنيا، فنسأل الله مخافة الدنيا أن لا يؤمن الله يوم القيامة، فإن كنت نسأت بالكتاب صلتى وبري، فجزيت خيرًا في الدنيا والآخرة، والسلام.

رجع الحديث إلى حديث عمار الدهني عن أبي جعفر. فحدثني زكريا بن يحيى الضريس، قال: حدثنا أحمد بن جناب المصيصي قال: حدثنا خالد بن يزيد بن عبد الله القسري قال: حدثنا عمار الدهني

حدثني الحسين بن نصر قال : حدثنا أبو ربيعة ، قال : حدثنا أبو عوانة ،

عن حصين بن عبد الرحمن قال : بكنا أن الحسين عليه السلام . . . ٢٨١/٢

وحدثنا محمد بن عمار الرازي ، قال : حدثنا سعيد بن سليمان ، قال : حدثنا

عباد بن العوام قال : حدثنا حصين ، أن الحسين بن علي عليه السلام كتب

إليه أهل الكوفة : إنه معك مائة ألف ، فبعث إليهم مسلم بن عتيق ، فقدم

الكوفة ، فترد دار هاني بن عروة ، فاجتمع إليه الناس ، فأخبر ابن زياد

بذلك . زاد الحسين بن نصر في حديثه : فأرسل إلى هاني فأتاه ، فقال : ألم

أؤقرئك ! ألم أكرمك ! ألم أفعل بك ! قال : بلى ، قال : فما جزاء ذلك ؟

قال : جزاؤه أن أمتعك ، قال : تمنحني ! قال : فأخذ قضيباً مكانه فضربه

به ، وأمر فكشفت ثم ضرب عنقه ، فبلغ ذلك مسلم بن عتيق ، فخرج

ومعه ناس كثير ، فبلغ ابن زياد ذلك ، فأمر بباب القصر فأغلق ، وأمر

منادياً فنادى : يا خيل الله اركبي ، فلا أحديعه ، فظن أنه في ملا من الناس .

قال حصين : فحدثني هلال بن يساف قال : لقيتهم تلك الليلة في

الطريق عند مسجد الأنصار ، فلم يكونوا يمشون في طريق بيننا ولا شمالاً إلا

وذهبت منهم طائفة ، الثلاثون والأربعون ، ونحو ذلك . قال : فلما بلغ

السوق ، وهي ليلة مظلمة ، ودخلوا المسجد ، قبل لابن زياد : والله ما نرى

كثيراً أحده ، ولا نسمع أصوات كثير أحد ، فأمر بسقف المسجد فقلع ،

ثم أمر بمرادى<sup>(١)</sup> فيها الثيران ، فجعلوا ينظرون ، فإذا قريب خمسين رجلاً .

قال : فنزل فصعد المنبر وقال للناس : تميزوا أرباعاً أرباعاً ، فانطلق كل

قوم إلى رأس ربهم ، فنهض إليهم قوم يقاتلونهم ، فجرح مسلم جراحة

ثقيلة ، وقتل ناس من أصحابه ، وانهزموا ، فخرج مسلم فدخل داراً من دور

كينة ، فجاء رجل إلى محمد بن الأشعث وهو جالس إلى ابن زياد ، فساره ،

فقال له : إن مسلماً في دار فلان ، فقال ابن زياد : ما قال لك ؟ قال :

إن مسلماً في دار فلان ، قال ابن زياد لرجلين : انطلقا فأتيا به ،

فدخلوا عليه وهو عند امرأة قد أوقدت له النار ، فهو يغسل عنه الدماء ، فقالا

(١) في اللسان عن ابن الأعرابي : يقال لحشب السقف الروافد ، ولما يلق عليها من

الحجارة القصب حراى .

له : انطلق ، الأمير يدعوك ، فقال : اعتدلى عقداً ، فقالا : ما نملك ذلك ؛

فانطلق معهما حتى أتاه فأمر به فكشفت ثم قال : هيه هيه باين خلية -

قال الحسين في حديثه : يا ابن كذا - جئت لتترع سلطاني ! ثم أمر به فضربت

عنقه . قال حصين : فحدثني هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ ما بين

واقعة إلى طريق الشام إلى طريق البصرة ، فلا يدعون أحداً بليج ولا أحداً

يخرج ، فأقبل الحسين ولا يشعر بشيء حتى لقي الأعراب ، فسألم ، فقالوا :

لا والله ما ندرى ، غير أنا لا نستطيع أن نليج ولا نخرج ، قال : فانطلق يسير

نحو طريق الشام نحو يزيد ، فلقبته الخيول بكربلاء ، فترد بناشدهم الله

والإسلام ، قال : وكان بعث إليه عمر بن سعد وشمر بن ذي الجوشن وحصين

ابن نعيم ، فنأشدهم الحسين الله والإسلام أن يسبروه إلى أمير المؤمنين ،

فيضع يده في يده ، فقالوا : لا ، إلا على حكم ابن زياد ، وكان فيمن بعث إليه

الحمر بن يزيد المختل ثم التهنشلي . . . . .

قال لم : ألا تقبلون من هؤلاء ما يعرض

والد يلم ما حل لكم أن تردوه ! فأبوا !

وجه فرسه ، وانطلق إلى الحسين وأصحابه

دنا منهم قلب ثمرسة وسلم عليهم ، ثم

فقتل منهم رجلين ، ثم قتل رحمة الله عليه

وذكر أن زهير بن القين السجلى

معه ، وخرج إليه ابن أبي بحريّة المراد

ومن السلمى ، قال الحصين : وقد رأيت

قال الحصين : وحدثني سعد بن عبي

لوقوف على التل يكون ويقولون : اللهم

الله ، ألا تنزلون فتصرونه ! قال : فأقبل .

قال : وإني لأنظر إليه وعليه جبة من

رجل من بني نعيم يقال له : عمر الطهوي

كفيه متعلقاً في جيبته ، فلما أبوا عليه

(١) ط : « نمر » ، وانظر الفهرس .

دخلنا العرب

٢٨١

٢٨٠/٢

## تاريخ الطبري

شارح الرسل والملوك

أبو جعفر محمد بن جرير الطبري

١٢٤ - ٢٦١ هـ

الجزء الخامس

تحقيق

عبد الوهاب بن إبراهيم

طبعة دار الكتب ( سنة ١٤٠٤ هـ )



دار المعارف بمصر

نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر عطا کروں گا، راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں، عمر نے عبید اللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں، پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؑ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں، ابن زیاد نے اسے کہا تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن جندب نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ میں مکہ سے قتل کے وقت تک حضرت حسینؑ کے ساتھ رہا ہوں اور قسم بخدا آپ نے میدان کارزار میں جو بات بھی کی ہے میں نے اسے سنا ہے اور آپ نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ یزید کے پاس جاتے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں بلکہ آپ نے دو باتوں میں سے ایک کا مطالبہ کیا ہے کہ یا تو وہ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جاتے ہیں اور یہ وہ آپ کو وسیع و عریض زمین میں جانے کے لیے چھوڑ دیں تاکہ وہ دیکھیں کہ لوگوں کی امارت ان کے پاس آتی ہے، پھر عبید اللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا، اگر حضرت حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فہما و گرنہ عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمر بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسینؑ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا، بلاشبہ وہ مخالفین ہیں اور عبید اللہ بن ابی امحل نے اپنی پھوپھی ام البنین بنت حرام کے بیٹوں کے لیے جو حضرت علیؑ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباسؑ، عبد اللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ تھے، ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبید اللہ بن امحل نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچا دیا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں اور جب شمر بن ذی الجوشن عبید اللہ بن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا تو عمر نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسینؑ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا، شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو؟ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا، عمر نے اسے کہا، نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹/ محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں؟ تو حضرت علیؑ کے بیٹے، عباسؑ، عبد اللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو، انہوں نے کہا اگر تو ہمیں اور پسر رسول کو امان دے تو فہما و گرنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں، راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوار و سوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو، پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کی نماز عصر کے بعد ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھے اور حضرت حسینؑ اپنے خیمے

درمیان مجھ سے ملاقات کر ابن سعد میں سوار ساتھ لے کر لشکر سے نکلا۔ آپ بھی بیس سوار ساتھ لے کر نکلے۔ جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ سب ہٹ جائیں۔ ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا سب وہاں سے اتنی دور ہٹ گئے جہاں نہ آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ دونوں آدمیوں کی باتوں میں بہت طول ہوا کہ تھوڑی رات گزر گئی۔ پھر اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ لوگوں نے اپنے اپنے وہم و گمان سے کہنا شروع کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ابن سعد سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل۔ دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں۔ ابن سعد نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ آپ نے کہا میں بنو ادوں گا۔ اس نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی۔ آپ نے کہا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے دوں گا جو حجاز میں ہے۔ ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا۔ لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا۔ بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا۔

### حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

لیکن محدثین کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لیے اختیار کرو یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں۔ یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کہ وہ مملکت اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو۔ میں ان لوگوں کا ایک شخص بن کر رہوں گا۔ میرا نفع و نقصان ان کے نفع و نقصان کے ضمن میں ہوگا۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی۔ جیسا لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلاد اسلام کی مجھے روانہ کر دو۔ بلکہ آپ نے یہ کہا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو۔ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا۔ خدا نے آگ کے شعلہ کو بجھا دیا۔ اختلاف کو دفع کیا۔ قوم کی بہتری چاہی۔ حسین رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں چلے جائیں یا ملک اسلام کی سرحدوں میں سے جس سرحد پر ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔ وہاں ایک مسلم کی حیثیت سے وہ رہیں گے نفع و ضرر میں سب کا ساتھ دیں گے یا امیر المومنین یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے۔ اپنے اور ان کے درمیان جو فیصلہ چاہے وہ کرے۔ اس میں آپ کی بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔

پیدا ہو گئیں۔

پھر ابن زیاد نے امیر الحرمین عمرو بن سعید کو حضرت حسینؑ کے قتل کی خوشخبری کا خط لکھا اور اس نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اس کا اعلان کر دیا اور جب بنو ہاشم کی عورتوں نے اعلان کو سنا تو ان کی گریہ و نوحہ کی آوازیں بلند ہو گئیں اور عمرو بن سعید کہنے لگا: یہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی بیویوں کے رونے کا بدلہ ہے اور عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا ہے کہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سامنے حضرت حسین بن علیؑ کا سر ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں مختار بن ابی عبید کے پاس گیا، کیا دیکھتا ہوں عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار کے سامنے ایک ڈھال پر پڑا ہے اور قسم بخدا ابھی میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مصعب بن زبیر کا سر اس کے آگے ایک ڈھال پر پڑا ہے۔

اور ابو جعفر بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ زکریا بن یحییٰ الضری نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن خباب المصنفی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے بحوالہ عبد اللہ القسری ہم سے بیان کیا کہ عمار الدہنی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو جعفر سے کہا مجھے قتل حسین کے متعلق بتاؤ گویا میں وہاں موجود تھا اس نے کہا حضرت حسینؑ حضرت مسلم بن عقیلؑ کا وہ خط لے کر آئے جو انہوں نے آپ کو لکھا تھا اور اس میں آپ کو اپنے پاس آنے کا مشورہ دیا تھا اور جب آپ اور قادیسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہ گیا تو حر بن یزید تمیمی آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس شہر میں جانا چاہتا ہوں اس نے آپ سے کہا واپس چلے جائیے میں نے اپنے پیچھے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی کہ اس کی امید کروں حضرت حسینؑ نے واپسی کا ارادہ کیا اور آپ کے ساتھ حضرت مسلم بن عقیلؑ کے بھائی بھی تھے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم جب تک اپنے بھائی کے قاتلین سے اپنا بدلہ نہ لیں یا ہم قتل نہ ہو جائیں ہم واپس نہیں جائیں گے آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں پس آپ چل پڑے اور ابن زیاد کے سواروں کا پہلا دستہ آپ سے ملا اور جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ کربلا کی طرف لوٹ آئے اور آپ نے اپنی پشت کو حلفا کا سہارا دیا تاکہ ایک جہت سے جنگ کریں پس آپ نے اتر کر اپنے خیمے لگائے اور آپ کے اصحاب میں سے ۴۵ سوار اور ایک سو پیادہ تھے اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ابن زیاد نے ری کا امیر بنایا اور اسے وصیت کی اور کہا کہ تو مجھے اس شخص سے کفایت کر اور اپنے کام پر چلا جا اس نے کہا مجھے معاف کرو اس نے اسے معاف کرنے سے انکار کیا تو اس نے کہا مجھے آج شب کی مہلت دو اس نے اسے مہلت دی تو اس نے اپنے معاملے میں غور و فکر کیا اور جب صبح ہوئی تو وہ اس حکم سے جو اس نے اسے دیا تھا راضی ہو کر اس کے پاس گیا پس عمر بن سعد حضرت حسینؑ کی طرف گیا اور جب وہ آیا تو حضرت حسینؑ نے اسے کہا تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو یا مجھے سرحدوں پر جانے دو عمر نے اسے قبول کر لیا اور عبید اللہ بن زیاد نے اسے خط لکھا کہ ایسا نہیں ہوگا اور جب تک وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ دیں کوئی عزت کی بات نہیں حضرت حسینؑ نے کہا خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور اس نے آپ سے جنگ کی اور حضرت حسینؑ کے سب اصحاب قتل ہو گئے جن میں آپ کے اہل بیت کے دس پندرہ جوان بھی تھے اور ایک تیرا کر آپ کے

نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر عطا کروں گا راوی بیان کرتا ہے عمر بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں، عمر نے عبید اللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسینؑ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں ابن زیاد نے اسے کہا تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن جندب نے بحوالہ عقبہ بن سمعان مجھ سے بیان کیا کہ میں مکہ سے قتل کے وقت تک حضرت حسینؑ کے ساتھ رہا ہوں اور قسم بخدا آپ نے میدان کارزار میں جو بات بھی کی ہے میں نے اسے سنا ہے اور آپ نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ آپ یزید کے پاس جاتے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں بلکہ آپ نے دو باتوں میں سے ایک کا مطالبہ کیا ہے کہ یا تو وہ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جاتے ہیں اور یہ وہ آپ کو وسیع و عریض زمین میں جانے کے لیے چھوڑ دیں تاکہ وہ دیکھیں کہ لوگوں کی امارت ان کے پاس آتی ہے پھر عبید اللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا اگر حضرت حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فہما و گرنہ عمر بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمر بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسینؑ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا بلاشبہ وہ مخالفین ہیں اور عبید اللہ بن ابی امحل نے اپنی پھوپھی ام البنین بنت حرام کے بیٹوں کے لیے جو حضرت علیؑ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباسؑ، عبد اللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ تھے ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبید اللہ بن امحل نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچا دیا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں اور جب شمر بن ذی الجوشن عبید اللہ بن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا تو عمر نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسینؑ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا، شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو؟ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا، عمر نے اسے کہا نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹ محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں؟ تو حضرت علیؑ کے بیٹے عباسؑ، عبد اللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو انہوں نے کہا اگر تو ہمیں اور پسر رسول کو امان دے تو فہما و گرنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں راوی بیان کرتا ہے پھر عمر بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوار و سوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کی نماز عصر کے بعد ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھے اور حضرت حسینؑ اپنے خیمے



مصائب امام حسینؑ پر ستر ترین کتاب

# مَقْتَلُكَ مَقْرَمٌ

المعروف

مقتل الحسينؑ کا اردو ترجمہ

مترجم

علامہ حسن رضا باقر (فاسل ثام)

مؤلف

حضرت علامہ سید عبد الرزاق القرم

شمر (ملعون) کا حضرت عباسؑ اور آپؑ کے بھائیوں کے لیے امان نامہ

شمر (ملعون) حضرت امام حسینؑ کے غیموں کے باہر آکر چلنے لگا کہ میرے بھانجے کہاں ہیں؟<sup>①</sup> عباس اور اس کے بھائی کہاں ہیں؟ یہ سن کر حضرت عباسؑ اور آپؑ کے بھائیوں نے اس بد بخت سے اپنا رخ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: تم اسے جواب دو اگرچہ یہ قاسق ہے۔ پھر انھوں نے پوچھا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور یہاں پر کیوں آئے ہو؟ شمر (لعین) نے جواب دیا: اے میرے بھانجے! تمہارے لیے امان ہے اور تم خود کو حسینؑ کے ساتھ ہلاکت میں نہ ڈالو اور امیر المومنین یزید (لعین) کی اطاعت قبول کرلو۔

یہ سن کر حضرت عباسؑ نے کہا: تجھ پر اور میرے امان نامے پر خدا کی لعنت ہو۔ تو ہمیں امان دے رہا ہے اور رسول خدا کے بیٹے کے لیے کوئی امان نہیں ہے۔<sup>②</sup> تو ہمیں یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ان ملعون افراد اور ان ملعونوں کی اولاد کی اطاعت میں داخل ہو جائیں۔ (مشیر الاحزان: ابن نما، ص ۲۸)

کیا یہ اکثر حراج اور بیوقوف شخص یہ گمان کر رہا تھا کہ ایک غیرت مند اور باضمیر شخص ذلت و رسوائی کی پستی کو قبول کرے گا؟ اور حضرت ابوالفضل العباسؑ ٹور کو چھوڑ کر قلت و تنار کی کو قبول کر لیں گے؟ اور وہ بیسوں کے بیٹے کے پرچم تلے آجائیں گے؟..... وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔

جب حضرت عباسؑ شمر (لعین) سے گفتگو کرنے کے بعد واپس حضرت امام حسینؑ کے اصحاب کے پاس آئے تو حضرت زہیر بن قینؑ نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں آپؑ کو ایک ایسی بات بتاؤں جو مجھے آج یاد آئی ہے۔ آپؑ

① ابن حزم اپنی کتاب "مجموعۃ انساب العرب" ص ۲۶۱ اور ص ۲۶۵ پر رقم طراز ہیں: کلاب بن ربیعہ بن عامر بن مصعب بن معاویہ بن بکر بن عوازل بن منصور بن مکرّم بن حطّہ بن قیس بن مہلان بن معمر کے گیارہ بیٹے تھے، ان میں سے دو بیٹوں کے نام کعب اور نہباب تھے۔ کعب کی اولاد میں سے بنو حیدہ ہیں، بنو حیدہ کی ایک خاتون أم العین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحیدہ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے ہوئی۔ حضرت علیؑ کے اس بیوی سے چار بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام محمد الاحمر، عثمان، جعفر اور عباس ہیں۔ اسی کے ص ۲۷۰ پر بنو نہباب کے ذکر کے تحت مذکور ہے کہ حضرت حسینؑ کے قاتل شمر بن ذی الجوشن کا قاتل بنو نہباب سے تھا جب کہ ذی الجوشن کا نام جمیل بن امور تھا اور عمرو بن معاویہ کو نہباب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذی الجوشن کی اولاد میں سے صمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن کو اعلیٰ میں سرداری ملی تھی اور اس کی اولاد وہاں پر مقیم رہی۔ وہاں پر حیان کے کارکنوں میں عوذ کے لوگوں میں سے شکیل نے ان کی میزبانی کی۔ "معجم المفرد" ج ۲، ص ۸۳ پر درج کے تذکرہ کے تحت مذکور ہے کہ بنو حارث بن کعب کی اولاد میں سے نہباب کے نام میں ضاد پر زبر جب کہ بنو عامر بن مصعب کی اولاد میں سے نہباب کے نام میں ضاد کے نیچے زبر ہے۔ چونکہ شمر کا قاتل بنو عامر بن مصعب سے تھا لہذا یہاں نہباب کے نیچے زبر ہے۔

② تذکرۃ الخویش: ص ۱۳۲۔ اس نے اپنے دادا ابو نضر ج سے "العتق" میں نقل کیا ہے۔ "اطلاعی الوری" ص ۲۸۔

# ۴ مومن کے مسائل

اُردو ترجمہ مع عربی متن

ما ثبت بالسُّنَّۃِ فی اَیَّامِ السَّنَہِ

فَرَحِ تَصْنِیفِ

حَضَرَتِ شَیْخِ عَمَدُ الْحَقِّ مُحَمَّدٌ دَہلَوِیؒ

اُردو ترجمہ

مَوْلَانَا اقبال الدین احمدؒ

بِیِّنَات  
دَارُالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

عمر بن سعد کی سرکردگی میں حضرت حسینؑ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نوبت پر عراقیوں کو فیوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق حضرت حسینؑ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر آپ سے بے وفائی کی۔ اور اسی طرح وفادی جیسی کہ آپ کے والد بزرگوار کو دھوکہ دیا تھا۔

**شہادت حسین** یزیدی ہتھیار بند فوج نے جب حضرت حسینؑ کو راستہ ہی میں گھیر لیا

تو آپ نے صلح کی درخواست کی اور کہا یا تو مکہ واپس جانے دو یا یزید کے پاس جانے دو

تاکہ خود بذاتہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں لیکن ان فوجیوں نے آپ کی بات نہ مانی اور کہا

ہمیں آپ سے جنگ کرنے کا حکم ہے تاکہ آپ کو ٹھنڈا کر دیں۔ غرض کہ میدان جنگ میں

آپؑ کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر عبید اللہ ابن زیاد گورنر عراق کے

سامنے لایا گیا۔ آپ کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر اللہ کی لعنت ہو۔

آپ کی شہادت میدان کر بلا میں ہوئی اور یہ جان گسل سانچہ اتنا زیادہ طویل ہے جس کے

تذکرہ کی دل کو سکنت نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**شہادت حسین کے اثرات** حضرت حسینؑ کے ساتھ اہل بیت کے سولہ مرد شہید ہوئے

شہادت حسینؑ کے ہنگامہ کے وقت دنیا میں سات دن تک اتنا اندھیرا رہا کہ دیواروں

پر دھوپ کا رنگ ہلکا زرد معلوم دیتا۔ اور سات دن تک ستارے ٹوٹتے رہے آپ کی

شہادت ۱۰ محرم ۶۱ھ کے دن سورج کو گھن لگا۔ آپ کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک

آسمان کے کنارے سُرخ رہے اور پھر یہ سُرخی افق رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔

افق آسمان پر جو سُرخ اب موجود ہے یہ شہادت حسینؑ سے پہلے قطعاً نہ تھی۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ شہادت حسینؑ کے دن شہر بیت المقدس میں جو پتھر اٹا

جاتا اس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیتا۔

عراقی کو فی فوج میں جس قدر زرد رنگ رنگنے والی گھاس تھی وہ سب مٹی ہو گئی یعنی

وہ رنگنے کے قابل نہ رہی۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ

نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ

کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس

کی آنکھیں جاتی رہیں۔

ماثبت بالسنة في ايام السنة  
مومن کے ماہ و سال  
عمر بن سعد کی سرکردگی میں حضرت حسینؑ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نوبت پر عراقیوں کو فیوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق حضرت حسینؑ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر آپ سے بے وفائی کی۔ اور اسی طرح وفادی جیسی کہ آپ کے والد بزرگوار کو دھوکہ دیا تھا۔

شہادت حسین  
یزیدی ہتھیار بند فوج نے جب حضرت حسینؑ کو راستہ ہی میں گھیر لیا تو آپ نے صلح کی درخواست کی اور کہا یا تو مکہ واپس جانے دو یا یزید کے پاس جانے دو تاکہ خود بذاتہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں لیکن ان فوجیوں نے آپ کی بات نہ مانی اور کہا ہمیں آپ سے جنگ کرنے کا حکم ہے تاکہ آپ کو ٹھنڈا کر دیں۔ غرض کہ میدان جنگ میں آپؑ کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر عبید اللہ ابن زیاد گورنر عراق کے سامنے لایا گیا۔ آپ کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر اللہ کی لعنت ہو۔ آپ کی شہادت میدان کر بلا میں ہوئی اور یہ جان گسل سانچہ اتنا زیادہ طویل ہے جس کے تذکرہ کی دل کو سکنت نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت حسین کے اثرات  
حضرت حسینؑ کے ساتھ اہل بیت کے سولہ مرد شہید ہوئے شہادت حسینؑ کے ہنگامہ کے وقت دنیا میں سات دن تک اتنا اندھیرا رہا کہ دیواروں پر دھوپ کا رنگ ہلکا زرد معلوم دیتا۔ اور سات دن تک ستارے ٹوٹتے رہے آپ کی شہادت ۱۰ محرم ۶۱ھ کے دن سورج کو گھن لگا۔ آپ کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سُرخ رہے اور پھر یہ سُرخی افق رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔

افق آسمان پر جو سُرخ اب موجود ہے یہ شہادت حسینؑ سے پہلے قطعاً نہ تھی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ شہادت حسینؑ کے دن شہر بیت المقدس میں جو پتھر اٹا جاتا اس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیتا۔

عراقی کو فی فوج میں جس قدر زرد رنگ رنگنے والی گھاس تھی وہ سب مٹی ہو گئی یعنی وہ رنگنے کے قابل نہ رہی۔ عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عراقی فوج جب کھانے کے لئے کوئی اونٹ ذبح کرتی تو اس کے گوشت میں آگ نظر آتی۔ اور جب اس گوشت کو پکاتے تو وہ کڑوا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حسینؑ کی شان میں کچھ سخت سُست باتیں کہیں تو حکم الہی آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

# مجھے یزید کے پاس جانے دو

(فضائل صحابہ صحیح روایات کی روشنی میں ص 105)

تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

105

آخری عالمی کونسل برائے شریعت اسلامیہ (دعوتِ اسلامی)

شیر بن حوشب (صدوق حسن الحدیث، وفات: ۸۲۰ھ) سے روایت ہے کہ جب (سیدنا) حسین بن علی (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر عراق سے آئی تو ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: عراقیوں پر لعنت ہو، عراقیوں نے آپ کو قتل کیا ہے، اللہ انھیں (عراقیوں کو) قتل کرے۔ انھوں نے آپ سے دھوکا کیا اور آپ کو ذلیل کیا، اللہ انھیں ذلیل کرے۔

(فضائل صحابہ، زوائد المصنی، ۸۶۲ھ، ۳۹۲ھ، ۱۱۰۰ھ، ۱۶۹۸ھ، ج ۲، ص ۲۵۵۰، سند حسن)

بلال بن اساف (ثقات) سے روایت ہے کہ (سیدنا) حسین (علیہ السلام) شام کی طرف یزید (بن معاویہ بن ابی سفیان) کی طرف جارہے تھے، کربلا کے مقام پر انھیں عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نیر وغیرہم کے لشکر ملے۔ (امام) حسین نے فرمایا: مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں (بیت کرکوں) انھوں نے کہا: نہیں، میں زیادہ کے فیصلے پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔

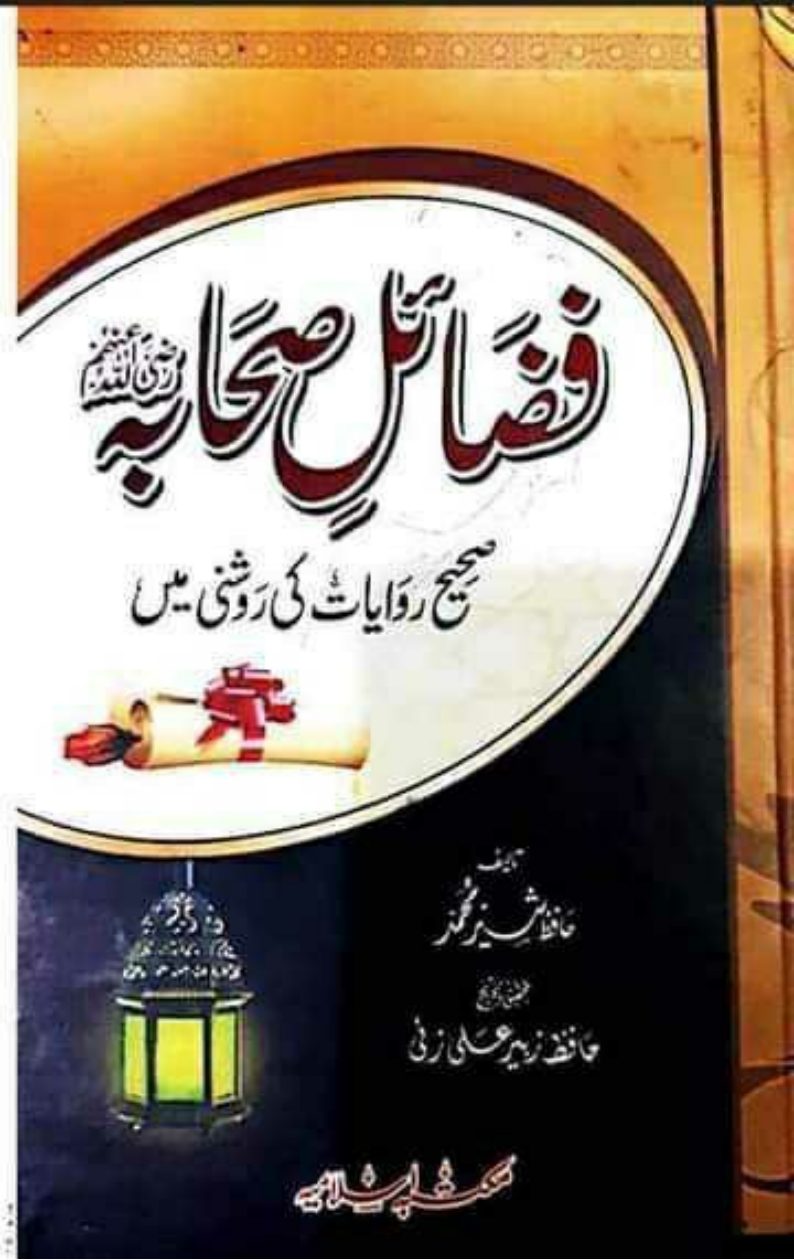
(کتاب میل مناسبات، اشرف لفظی، ۱۳۹۰ھ، ۱۴۰۰ھ، ج ۱، ص ۱۵۱، سند حسن)

سیدنا حسین (علیہ السلام) کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد (ابن مرجانہ، عالم مہلوس) کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو گریبے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ (دیکھئے مجمع بحار، ۲۷۲)

سیدنا عبید اللہ بن مرثد سے کسی (عراقی) نے چھر (یا کھسی) کے (حالتِ اہرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے دیکھو، یہ (عراقی) چھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انھوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے (نواسے) کو قتل (شہید) کیا ہے۔

(مجمع بحار، ۲۷۲)

سعد بن عبیدہ (ثقات) بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) حسین (علیہ السلام) کو دیکھا، آپ ایک کپڑے (برود) کا کپڑہ (چوہ) پہنے ہوئے تھے۔ عمرو بن خالد الطمووی نامی ایک



كِتَابُ مُحَمَّد

مِنْ

أَنْسَابِ الْأَشْرَافِ

صَتْفَهُ

الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ

الْبَلَاذِرِيُّ

الْمُتَوَفَى ٢٧٩ هـ / ٨٩٢ م

الْجُزْءُ الثَّالِثُ

أَخْبَارُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبْنَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

حَقَّقَهُ وَقَدَّمَ لَهُ

الدُّكْتُورُ رِیاضُ زُرْكَانِي

الْأَسَازُ الدُّكْتُورُ سَهِيلُ زَكَّازُ

بِإِشْرَافِ

مَكْتَبِ الْبَحْوثِ وَالذَّرَاسَاتِ

فِي

دَارِ الْفِكْرِ

لِلطَّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ وَالتَّوْزِيعِ

ابن زياد للناس : تميزوا أرباعاً ، فانطلق كل قوم إلى رأس ربهم فنهض إليهم قوم قاتلوا مع مسلم فجرح مسلم جراحة ، وقتل ناس من أصحابه ، ولجأ إلى دار من دور كندة ، فجاء رجل إلى محمد بن الأشعث وهو جالس عند ابن زياد فأخبره بذلك ، فقال لابن زياد : إنه قال لي أن مسلماً في دار فلان ، فقال اتوني به ، فدخل عليه وهو عند امرأة قد أوقدت ناراً فهي تغسل عنه الدم فقالوا له : انطلق إلى الأمير : فقال : عفواً ؟ قالوا : ما نملك ذلك . فانطلق معهم فلما رآه أمر به فكُتِفَ . وقال : أجثت يا بن حلية لتتزع سلطاني ؟ وأمر به فضربت عنقه ، قال : وحلية أم مسلم بن عقيل ، وهي أم ولد .

ثم أمر بأخذ ما بين واقصة إلى طريق الشام إلى طريق البصرة . وأقبل الحسين وهو لا يشعر بشيء حتى لقي الأعراب فسألهم فقالوا : والله ما ندري غير أنا لا نقدر على أن نخرج أو نلج ، فانطلق يسير نحو الشام إلى يزيد فلقيته الخيول بكربلاء فناشدهم الله ، وكان بعث إليه عمر بن سعد ، وشمر بن ذي الجوشن ، وحصين بن نمير ، فناشدهم الله أن يسيروه إلى يزيد فيضع يده في يده ، فقالوا : لا إلا على حكم ابن زياد . وكان فيمن بعث إليه الحربن يزيد الحنظلي فقال لهم : يا قوم لو سألتكم هذا الترك والديلم ما حلّ لكم أن تمتنعوا منه ، فأبوا إلا أن يحملوه على حكم ابن زياد ، فركب وصار مع الحسين ، ثم كرّ على أصحاب ابن زياد فقاتلهم فقتل منهم رجلين ثم قتل .

وذكر أن زهير بن القين العجلي لقي الحسين وكان حاجاً فأقبل معه . قالوا : وأخرج إليه ابن زياد ابن أبي حويزة المرادي ، وعمر بن

## كتاب محمد

من

## انساب الاشراف

صنفه

الإمام أحمد بن محمد بن جابر

البلاذري

المتوفى ٢٧٩ هـ / ٨٩٢ م

الجزء الثالث

أخبار علي بن أبي طالب وأبنائه عليهم السلام

حققه وقدم له

الدكتور رياض زركلي

الأستاذ الدكتور سهيل زكّار

بإشراف

مكتب البحوث والدراسات

في

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

ظعن بهم في الجوف ، وخرج بهم على البيضة إلى عذيب المهجانات ، وكان يقول وهو يسير :

يا ناقتي لا تدعري من زجري وشمري قبل طلوع الفجر  
بخير زكبان وخير سفر حتى تجلي بكريم النجر  
أني به الله بخير أمر ثمت أبقاه بقاء الدهر

فدنا الطرماح بن عدي من الحسين فقال له : والله إني لأنظر فما أرى معك كبير أحد ، ولو لم يقاتلك غير هؤلاء الذين أراهم ملازمين لك مع الحر لكان ذلك بلاء . فكيف وقد رأيت قبل خروجي من الكوفة بيوم ظهر الكوفة مملوءاً رجالاً فسألت عنهم ف قيل : عرضوا ليوجهوا إلى الحسين ، أو قال ليسرخوا ، فنشدتك الله إن قدرت أن لا تتقدم إليهم شبراً إلا فعلت ، وعرض عليه أن ينزله أجاً أو سلمى أحد جبلي طيء ، فجزاه خيراً ثم ودعه ومضى إلى أهله ، ثم أقبل يريد فبلغه مقتله ، فانصرف .

وحدثنا سعدويه ، ثنا عباد بن العوام ، حدثني حصين ، حدثني هلال بن إساف قال : أمر زياد فأخذ ما بين واقصة إلى طريق الشام إلى طريق البصرة فلا يترك أحد يلج ولا يخرج ، فانطلق الحسين يسير نحو طريق الشام يريد يزيد بن معاوية ، فتلقته الخيول فنزل كربلاء .

وكان فيمن بعث إليه ، عمر بن سعد بن أبي وقاص ، وشمر بن ذي الجوشن ، وحصين بن غمير ، فناشدهم الحسين أن يسيروه إلى يزيد فيضع يده في يده فأبوا إلا حكم ابن زياد ، وكان ابن زياد ممن بعث إليه الحر بن يزيد الحنظلي فقال : ألا تقبلون ما يسألكم من إتيان يزيد ، فوالله لو سألكم هذا الترك والديلم ما كان ينبغي أن تمنعوهم إياه ، فضرب الحر وجه فرسه وصار

# الأصْحَابَةُ فِي تَمْيِيزِ الصَّحَابَةِ

للإمام الحافظ  
أحمد بن علي بن حجر العسقلاني  
٧٧٣ - ٨٥٢ هـ

المكتبة العصرية  
مستند - بيروت

ولم يبلغ الحسين ذلك حتى كان بينه وبين القادسية ثلاثة أميال، فلقبه الحر بن يزيد التميمي، فقال له: ارجع؛ فلاني لم أدع لك خلفي خيراً، وأخبره الخبر، فهم أن يرجع، وكان معه إخوة مسلم؛ فقالوا: والله لا نرجع حتى نصيب بثأرنا أو نقتل. فساروا وكان عيد الله قد جهز الجيش لملاقاته، فوافوه بكريلاء، فنزلها ومعه خمسة وأربعون نفساً من الفرسان ونحو مائة راجل، فلقبه الحسين وأميرهم عمر بن سعد بن أبي وقاص، وكان عيد الله ولأهاليه، وكتب له بمعهد عليها إذا رجع من حرب الحسين، فلما التفتا قال له الحسين اختر مني إحدى ثلاث: إما أن ألحق بشجر من الثغور، وإما أن أرجع إلى المدينة، وإما أن أضع يدي في يد يزيد بن معاوية.

فقبل ذلك عمرته، وكتب به إلى عيد الله، فكتب: لا أقبل منه حتى يضع يده في يدي؛ فامتنع الحسين، فقاتلوه فقتل معه أصحابه وفيهم سبعة عشر شاباً من أهل بيته، ثم كان آخر ذلك أن قتل وأني برأسه إلى عيد الله فأرسله ومن بقي من أهل بيته إلى يزيد، ومنهم علي بن الحسين، وكان مريضاً، ومنهم عمته زينب، فلما قدموا على يزيد أدخلهم على عياله ثم جهزهم إلى المدينة.

قلت: وقد صف جماعة من القدماء في مقتل الحسين تصانيف فيها الغث والسمين، والصحيح والسقيم، وفي هذه القصة التي سقتها غنى.

وقد صح عن إبراهيم النخعي أنه كان يقول: لو كنت فيمن قاتل الحسين ثم أدخلت الجنة لاستحييت أن أنظر إلى وجه رسول الله ﷺ.

وقال حماد بن سلمة، عن عمار بن أبي عمار، عن ابن عباس: رأيت رسول الله ﷺ فيما يرى النائم نصف النهار أشعث أغبر، بيده قارورة فيها دم؛ فقلت: بأبي وأمي يا رسول الله! ما هذا قال: «هذا دم الحسين وأصحابه، لم أزل ألتقطه منذ اليوم، فكان ذلك اليوم الذي قُتل فيه».

وعن عمار، عن أم سلمة: سمعت الجن تنوح على الحسين بن علي.

قال الزبير بن بكار: قتل الحسين يوم عاشوراء سنة

إحدى وستين.

وكذا قال الجمهور؛ وشذ من قال غير ذلك.

١٨٧٧ - الحشرج بن الأشهب بن ورد بن عمرو بن ربيعة بن جعدة الجعدي:

له إدراك، وولده عبد الله غلب على فارس في إمارة ابن الزبير، وكان جواداً ممدحاً، وفيه يقول زياد الأعجم:

إِنَّ السَّمَاةَ وَالْمُرُومَةَ وَالنُّدَى

فِي قُبَّةِ مُرَيْثَ عَلَى ابْنِ الْحَشْرِجِ

وإياه عن الفرزدق بقوله:

وَعَاذُوا فِي جُؤَانَا سَيِّدِي مُضَرَا

ذكره ابن الكلبي وأورده من شعره في فخره بالكرم.

وسباني زياد بن الأشهب.

١٨٧٨ - حشرج غير منسوب:

بوزن جعفر، آخره جيم.

ذكره البغوي وغيره في الصحابة، قال ابن أبي غيث: حدثنا الترجماني، حدثنا أبو الحارث مولى بني هبار، قال: رأيت حشرج رجلاً من أصحاب النبي ﷺ، أن النبي ﷺ أخذه فوضعه في حجره ودعا له.

١٨٧٩ - حصن بكسر أوله - ابن قطن:

في ترجمة أخيه حارثة بن قطن.

١٨٨٠ - حصن بن أبي قيس بن الأسلت الأنصاري:

ذكره الثعلبي في تفسيره أنه حلف على امرأة أبيه بعد موته، فنزلت: ﴿وَلَا تُكُونُوا مِمَّنْ كَلِمَاتُكَ لَا تُكُونُوا مِمَّنْ﴾ [النساء: ٢٢] الآية. استلزمه ابن قحون.

قلت: ذكر الثعلبي القصة مطولة، وعزاها للمفسرين بغير سند، وذكرها الواقدي أيضاً بغير سند؛ وعندنا أن المرأة كيشة بنت معن وسباني في حرف القاف أن اسمه قيس. فالح أعلم.

١٨٨١ - حصن بن وبرة بن عدي بن جابر بن حي

ابن عمرو بن سلسلة بن تميم الطائي:

له إدراك، وولده نويرة كان له ذكر في أيام نجدة الحروري الذي خرج بالبيعة بعد موت يزيد بن معاوية:

ذكره ابن الكلبي.

# الإمام مبرق السبينا

## المعروف بتاريخ الخلفاء

الامام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم  
ابن قتيبة الدينوري  
"المولود سنة ٢١٣هـ والمتوفى سنة ٢٧٦هـ رحمه الله"

تحقيق  
الأستاذ علي شيري  
ماهستير في التاريخ الإسلامي

الجزء الثاني



وقد جاء الحسين الخبير<sup>(١)</sup>، فهم أن يرجع ومعه خمسة من بني عقيل فقالوا له: أنرجع وقد قتل أخونا، وقد جاءك من الكتب ما نثق به؟ فقال لبعض أصحابه: والله مالي عن هؤلاء من صبر، يعني بني عقيل. قال: فلقية الجيش على خيولهم بوادي السباع، فلقوهم وليس معهم ماء. فقالوا: يابن بنت رسول الله اسقنا. قال: فأخرج لكل فارس صحيفة من ماء، فسقاهاهم بقدر ما يمسك برمقهم. ثم قالوا: سر يابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فما زالوا يرجونه، وأخذوا به على الجرف حتى نزلوا بكربلاء، فقال الحسين: أي أرض هذه؟ قالوا: كربلاء، قال: هذا كرب وبلاء. قال: فنزلوا وبينهم وبين الماء ربوة، فأراد الحسين وأصحابه الماء فحارب بينهم وبينه. فقال له شهر بن حوشب: لا تشربوا منه حتى تشربوا من الحميم، قال عباس بن علي: يا أبا عبد الله، نحن على الحق فنقاتل؟ قال: نعم. فركبوا، وحمل بعض أصحابه على الخيول، ثم حمل عليهم فكشفهم عن الماء حتى شربوا وسقوا. ثم بعث عبيد الله بن زياد عمرو<sup>(٢)</sup> بن سعيد يقاتلهم. قال الحسين: يا عمرو<sup>(٣)</sup>، اختر مني ثلاث خصال، إما أن تتركني أرجع كما جئت، فإن أبيت هذه فأخري، سيّرني إلى الترك أقاتلهم حتى أموت، أو تسيّرني إلى يزيد فأضع يدي في يده؛ فيحكم فيّ بما يريد<sup>(٤)</sup>. فأرسل عمرو<sup>(٢)</sup> إلى ابن زياد بذلك فهم أن يسيره إلى يزيد. فقال له شهر<sup>(٥)</sup> بن حوشب: قد أمكنك الله من عدوك وتسيّره إلى يزيد، والله لئن سار إلى يزيد لا رأى مكروهاً، وليكونن من يزيد بالمكان الذي لا تناله أنت منه، ولا غيرك من أهل الأرض، لا تسيّره ولا تبلمه ريقه حتى ينزل على حكمك. قال: فأرسل إليه يقول: لا، إلا أن تنزل على حكمي. فقال الحسين: أنزل على حكم ابن زانية؟ لا والله لا أفعل، الموت دون ذلك وأحلى. قال: وأبطأ عمرو بن سعيد<sup>(٦)</sup> عن قتاله. فأرسل عبيد الله بن زياد إلى شهر بن حوشب<sup>(٧)</sup> إن تقدم

(١) تلقاه رجل من بني أسد، بعد رحيله من زرود (الأخبار الطوال ٢٤٧).

(٢) كذا بالأصل عمرو بن سعيد خطأ، وهو عمر بن سعد وقد تقدم

وكان من أمر عمر بن سعد أن عبيد الله بن زياد ولاه الري وثغر دسنى والديلم وكتب له عهداً عليها ثم حدث أمر الحسين، فأمره ابن زياد أن يسير لمقاتلته، فملكاً عمر وكره محاربة الحسين، فهدده ابن زياد برد عهد ولايته وتغريمه ونهب أمواله وأملاكه فرضخ لأمره، وسار بعسكره أربعة آلاف فارس لمحاربة الحسين (الطبري - الأخبار الطوال).

(٣) في الطبري: فبري فيما بيني وبينه رابه.

(٤) في الطبري: شعر بن ذي الجوشن.

# صحیح سند کے ساتھ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کی بیعت پر رضامندی کا ثبوت مع تحقیق سند

۳۸۲

خروج الحسین بن علی إلى الكوفة

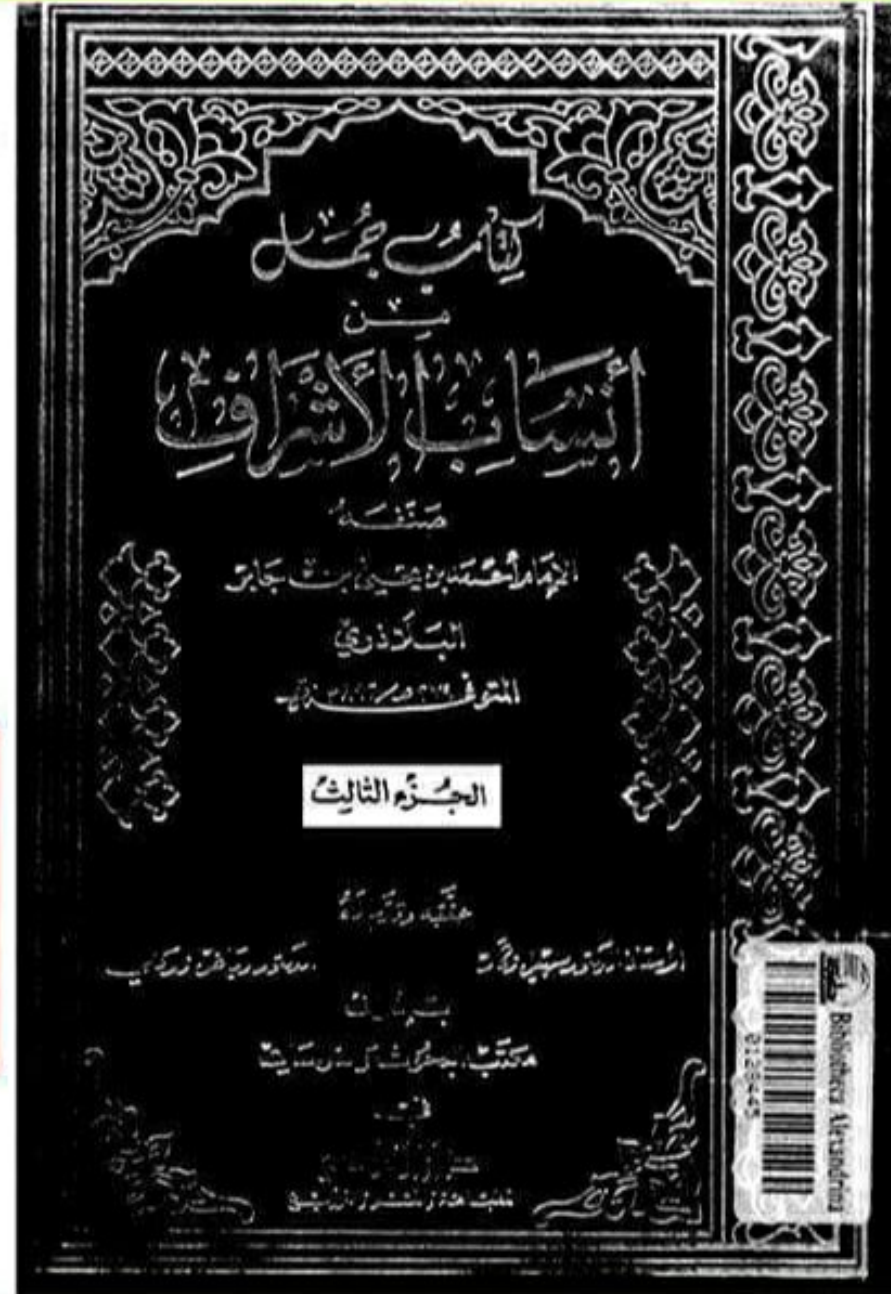
ظعن بهم في الجوف ، وخرج بهم على البيضة إلى عُدْب المَجَانَنَات ، وكان يقول وهو يسير :

يَا نَافِي لَا تُذْعِرِي مِن زُجْرِي وَشُعْرِي قَبْل طُلُوعِ الْفَجْرِ  
بَخِيرِ رُكْبَانِي وَخَبِرِ شُعْرِي حَتَّى تُجَلِّيَ بِكَرِيمِ النَّجْرِ  
أَنْ بِهِ اللَّهُ بِخَيْرِ أَمْرِ ثُمْتُ أَبْقَاءُ بَقَاءِ الدَّهْرِ

فدنا الطرماح بن عدي من الحسين فقال له : والله إني لأنظر فما أرى معك كبير أحد ، ولو لم يقانلك غير هؤلاء الذين أراهم ملازمين لك مع الحر لكان ذلك بلاء . فكيف وقد رأيت قبل خروجي من الكوفة بيوم ظهر الكوفة مملوءاً رجالاً فسالت عنهم فقيل : عرضوا ليوجهوا إلى الحسين ، أو قال ليرحوا ، فشددت الله إن قدرت أن لا تتقدم إليهم شبراً إلا فعلت ، وعرض عليه أن ينزله أجاً أو سلمى أحد جبلي طيء ، فجزاه خيراً ثم ودعه ومضى إلى أهله ، ثم أقبل يريد فبلغه مقتله ، فأنصرف .

وحدثنا سعدويه ، ثنا عباد بن العوام ، حدثني حنظلي ، حدثني هلال بن إساف قال : أمر زياد فأخذ ما بين واقصة إلى طريق الشام إلى طريق البصرة فلا يترك أحد يبلغ ولا يخرج ، فانطلق الحسين يسير نحو طريق الشام يريد يزيد بن معاوية ، فتلفته الخيول فنزل كربلاء .

وكان فيمن بعث إليه ، عمر بن سعد بن أبي وقاص ، وشمر بن ذي الجوشن ، وحصين بن غمير ، فناداهم الحسين أن يسيروه إلى يزيد فيضع يده في يده فأبوا إلا حُكِّمَ ابن زياد ، وكان ابن زياد ممن بعث إليه الحر بن يزيد الخثلي فقال : ألا تقبلون ما يسألکم من إتيان يزيد ، فوالله لو سألكم هذا الترك والديلم ما كان ينبغي أن تمنعوه إياه ، فضرب الحر وجه فرسه وصار



# تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من عاها من الأمثال أو أختار  
بنواحيها من وادعها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن  
ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد محمد بن محمد بن علي العمري

الجزء الرابع عشر

الحسن بن يحيى . حفص الأموي

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى، نَا عمرو بن عون، أَنَا خَالِدٌ، عَنْ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ<sup>(١)</sup> - أَوْ غَيْرِهِ -: أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ لَمَّا أَرَهَقَهُ السِّلَاحُ وَأَخَذْلَهُ السِّلَاحُ قَالَ: أَلَا تَقْبَلُونَ مِنِّي مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَدَعُونِي أَرْجِعْ. قَالُوا: لَا، قَالَ: فَدَعُونِي آتِي أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَخَذْلَهُ رَجُلُ السِّلَاحِ فَقَالَ لَهُ: أَبْشِرْ بِالنَّارِ، فَقَالَ: بَلْ - إِنْ شَاءَ اللَّهُ - بِرَحْمَةِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، وَشَفَاعَةِ نَبِيِّ ﷺ.

فَقُتِلَ وَجِيءَ بِرَأْسِهِ حَتَّى وَضَعَهُ فِي طُسْتٍ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ زِيَادٍ فَنَكَّتَهُ بِقَضِييِهِ، وَقَالَ: لَقَدْ كَانَ غَلَامًا صَبِيحًا. ثُمَّ قَالَ: أَيَكُم قَاتِلُهُ؟ فَقَامَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَنَا قَتَلْتَهُ، فَقَالَ: مَا قَالَ لَكَ؟ فَأَعَادَ الْحَدِيثَ، فَاسْوَدَّ وَجْهَهُ لَعْنَهُ اللَّهُ.

قَالَ: (٢) وَحَدَّثَنِي عَمِي قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ، حَدَّثَنِي حُجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ بَعْضِ مَشِيخَتِهِ، قَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ حِينَ نَزَلُوا كَرْبَلَاءَ: مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالُوا: كَرْبَلَاءُ قَالَ: كَرْبُ وَبَلَاءُ.

وَبَعَثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ فَقَاتَلَهُمْ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ: يَا عُمَرُ آخِرُ مِنِّي إِحْدَ [ي] ثَلَاثَ خِصَالٍ: إِمَّا أَنْ تَتْرَكْنِي أَرْجِعَ كَمَا جِئْتُ، فَإِنْ أَبَيْتَ هَذِهِ فَسَيِّرْنِي إِلَى يَزِيدَ فَأُضَعُ يَدِي فِي يَدِهِ فَيُحْكَمَ بِي مَا رَأَى، فَإِنْ أَبَيْتَ هَذِهِ فَسَيِّرْنِي إِلَى التَّرْكِ فَأَقَاتَلَهُمْ حَتَّى أَمُوتَ.

فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ بِذَلِكَ فَهَمَّ أَنْ يَسِيرَهُ إِلَى يَزِيدَ، فَقَالَ لَهُ شَمْرُ بْنُ [ذِي] جَوْشَنَ: لَا إِلَّا أَنْ يَنْزَلَ عَلَى حُكْمِكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِذَلِكَ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ. وَأَبْطَأَ عُمَرُ عَنْ قِتَالِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ ابْنُ زِيَادٍ شَمْرُ بْنُ [ذِي] جَوْشَنَ، فَقَالَ: إِنْ يَقْدُمُ عُمَرُ يِقَاتِلُ وَإِلَّا فَأَقَاتِلْهُ، وَكُنْ أَنْتَ مَكَانَهُ.

وَكَانَ مَعَ عُمَرَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقَالُوا: يَعْزُضُ عَلَيْكُمْ ابْنُ

(١) الْخَبَرُ نَقْلُهُ ابْنُ الْعَدِيمِ فِي بَغِيَةِ الطَّلَبِ ٢٦١٦/٦.

(٢) الْقَاتِلُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، كَمَا يُفْهَمُ مِنْ عِبَارَةِ ابْنِ الْعَدِيمِ.



الجملة أن أسباب الظفر بالاعداء كانت لا يحة متوجهة، وإن الاتفاق السي  
عكس الامر وقلبه حتى تم فيه ماتم. وقد هم سيدنا أبو عبد الله عليه السلام لما  
عرف بقتل مسلم بن عقيل، وأشير عليه بالعود فوثب إليه بنو عقيل وقالوا والله  
لا نتصرف حتى ندرك ثأرنا أو نذوق ما ذاق أبونا. فقال عليه السلام: لا خير  
في العيش بعد هؤلاء، ثم لحقه الحر بن يزيد ومن معه من الرجال الذين  
انفذهم ابن زياد، ومنعه من الانصراف، وسامه ان يقدمه على ابن زياد نازلا  
على حكمه، فامتنع. ولما رأى أن لا سبيل له إلى العود ولا إلى دخول  
الكوفة، سلك طريق الشام سائرا نحو يزيد بن معاوية لعلمه عليه السلام بأنه  
على ما به أرق من ابن زياد وأصحابه، فسار عليه السلام حتى قدم عليه عمر  
بن سعد في المعسكر العظيم، وكان من أمره ما قد ذكر واطر، فكيف يقال إنه  
لقى بيده إلى التهلكة؟ وقد روى أنه صلوات الله وسلامه عليه وآله قال لعمر  
بن سعد: اختاروا مني إما الرجوع إلى المكان الذي أقبلت منه، أو ان أضع  
يدي في يد يزيد ابن عمي ليرى في رأيه، وإما ان تسيروني إلى ثغر من ثغور  
المسلمين، فأكون رجلا من أهله لي ماله وعلي ما عليه. وإن عمر كتب إلى  
عبد الله بن زياد بما سئل فأبى عليه وكتبه بالمناجزة وتمثل بالبيت المعروف

When he (al-Husein) saw that he had no means of returning or entering al-Kufa, he took the road of al-Sham heading towards Yazid bin Mu'awiyah as he knew that he was much softer than Ibn Ziad and his men, he walked until 'Umar bin Sa'ad met him with a great army, what happened then is known so how can some say that he cast himself with his own hand towards ruin? and it was narrated that he (as) said to 'Umar bin Sa'ad: "Choose for me one of three: either I go back from where I came, or I put my hand in the hand of my cousin Yazid so that I may change his opinion, or that you lead me to one of the battle fields of Jihad so that I can be a like any man." 'Umar bin Sa'ad then wrote to Ibn Ziad and he refused it.

# تَنْزِيلُ الْأَنْبِيَاءِ

تصنيف

أَبِي الْقَاسِمِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمُوسَوِيِّ

المعروف بالشريف المرتضى

المرتضى سنة ٥٤٦ هـ